# آفاقیت ایک بندۂ مومن کے مزاج کا جزوِ لازم ہے

## جس شخص کی تمام امیدیں موت ہی سے وابستہ ہوں اسے کسی کا کیا ڈر ہو گا

## دعوت و اقامت دین کے لئے جدوجہد اور محنت میں کوئی کمی نہ کی جائے' لیکن توکل صرف اللہ پر ہو

## خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے اپنا تن من دھن وقف کر دیں

## دنیوی زندگی کی حقیقت آخرت کے مقابلے میں کھیل تماشے سے زیادہ کچھ نہیں

## اصل کامیابی آخرت میں نجات پانا اور اللہ کی رضا کا حاصل ہو جانا ہے

**مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۸/ اکتوبر ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص**

(مرتب : فرقان دانش خان)

حضرات گزشتہ کئی اجتماعات جمعہ سے میری گفتگو کا موضوع سورۂ کہف کی آیات ۲۷ تا ۲۹' سورۂ عنکبوت کی آیات ۴۵ تا ۴۷' سورۂ شوریٰ کی آیات ۱۳ تا ۱۵ اور سورۂ عبس کی آیات ۱ تا ۱۶ رہی ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کو دعوت و اقامت دین کی جدوجہد کے امیر کی حیثیت سے بعض خصوصی ہدایات دی گئی ہیں۔ خاص طور پر اس دور میں جبکہ مسلمان کمزور تھے' کفر کو غلبہ حاصل تھا' دائیں بائیں سے امید کی کوئی کرن نظر نہیں آ رہی تھی' کمزور مسلمان تشدد کی چکی میں پس رہے تھے۔ ان حالات میں حضرت محمد ﷺ کا جو ایک فطری اور منطقی اجتہاد تھا' یعنی معاشرے کے صاحب حیثیت لوگوں کی طرف آپ کا خصوصی توجہ فرمانا' کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا ایمان لانا بھی اہل ایمان کے لئے تقویت کا موجب ہو سکتا تھا' لیکن اس میں ذرا حد اعتدال سے تجاوز ہو رہا تھا کہ فقرائے صحابہؓ کی طرف کچھ عدم التفات کی صورت پیدا ہو گئی تھی جس سے ان میں کچھ احساس محرومی پیدا ہو رہا تھا' چنانچہ مذکورہ بالا آیات میں اس مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلائی گئی۔

آج میری گفتگو کا موضوع ہے کہ اقامت دین کی جدوجہد کے ضمن میں عام کارکنوں کو قرآن میں کیا ہدایات دی گئی ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو اس دور میں سختیوں اور تشدد کی چکیوں میں پس رہے تھے ان کے لئے سورۂ عنکبوت کی آیت ۵۶ میں فرمایا : ﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ﴾ یہ نہایت محبت بھرا خطاب ہے۔ "اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو' میری زمین بہت کشادہ ہے' پس میری ہی بندگی کرو"۔ بندۂ مومن Earth Bound نہیں ہے۔ اگر ایک خطے میں اللہ کی بندگی ممکن نہیں تو زمین کے کسی اور اور حصے میں چلے جاؤ۔ گویا بقول اقبال ع

"مسلم ہیں ہم' وطن ہے سارا جہاں ہمارا"

آفاقیت ایک بندۂ مومن کے مزاج کا جزو لازم ہے۔ اصل شے یہ ہے کہ بندگی اللہ ہی کی کرو۔ خواہ اس کے لئے وطن چھوڑنا پڑے' عزیز و اقارب سے ناطہ توڑنا پڑے۔ کیونکہ اللہ کی محبت کے آگے یہ رشتے کچھ حیثیت نہیں رکھتے ؎

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں ' لا الہ الا اللہ

اس آیہ مبارکہ میں ہجرت کی طرف بھی اشارہ ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اسی بنیاد پر سب سے پہلے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی۔ یہ آیت مبارکہ اقامت دین کے کارکنوں کے لئے پہلی ہدایت پر مبنی ہے کہ زمین سے نہ بندھو مجھ سے بندھو۔

آگے چلئے فرمایا : ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾ "ہر ذی حیات کو موت کا مزہ چکھنا ہے (اور) پھر تم سب کو ہمارے حضور پیش ہونا ہے" یہاں دوسری ہدایت دی جا رہی ہے کہ موت سے کیا ڈر' وہ آج نہیں تو کل آئے گی۔ لہٰذا موت کا ڈر دل سے نکال دو۔ یہ دراصل کسی انقلابی کارکن کے لئے بڑی اہم بات ہے۔ موت تو ایک جہان سے دوسرے جہان میں انتقال کا نام ہے۔ ایک بندۂ مومن کے لئے موت کے خوف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بقول شاعر ؎

منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا امیدی اس کی دیکھا چاہئے

جس شخص کی امید ہی موت سے وابستہ ہو کہ موت کے بعد اپنے محبوب (اللہ) سے ملنا ہے' اسے پھر کسی اور کا کیا ڈر ہو گا۔ اسی لئے کہا گیا کہ "کَفٰی بِالْمَوْتِ حَافِظًا" موت سے بڑا کوئی محافظ نہیں۔ موت کا ایک دن معین ہے' اس سے پہلے موت نہیں آ سکتی' گویا کہ یہ موت ہی ہماری سب سے بڑی محافظ ہے۔ ساتھ ہی فرمایا "پھر تم ہمارے پاس لوٹا دیئے جاؤ گے"۔ اس میں اہل ایمان کے لئے امید جانفزا ہے۔ وہ اسی کی تو امید رکھتے ہیں۔ جبکہ کفار' مشرکین اور نافرمانوں کے لئے اسی میں دھمکی کا انداز ہے کہ آخر وہاں پہنچو گے اور تمہیں تمہارے برے اعمال کی سزا ملے گی۔

اب اگلی آیت پر اپنی توجہ مرکوز کیجئے : ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ﴾ "اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل پر کاربند رہیں ہم انہیں لازماً ٹھکانہ دیں گے جنت کے بالاخانوں میں' جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے' یقیناً یہ عمل کرنے والوں کا بہترین اجر ہے"۔

عمل صالح کے لفظ کے حوالے سے ایک خاص تصور ہمارے ذہن میں آ جاتا ہے اور اس مقام سے ہم سطحی انداز میں گزر جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک عمل صالح سے مراد عبادات میں زیادتی' نوافل پڑھنا' تہجد پڑھنا وغیرہ ہوتا ہے۔ اس تصور سے عمل صالح کا مفہوم محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں اس وقت عمل صالح سے

قبول حق کا اعلان اور اس پر ڈٹ جانا مراد ہوتا تھا۔ کیونکہ اس وقت سوائے رات کی نماز کے نہ پنجگانہ نماز تھی نہ روزہ فرض ہوا تھا۔ صرف ایمان پر استقامت مطلوب تھی۔ کیونکہ استقامت ہی میں قیامت مضمر ہے۔ استقامت کا مطلب یہ بھی ہے کہ جب اللہ پر ایمان لائے تو اس کا ہر حکم لازماً مانا جائے اور اس کے دین کے غلبے اور کلمہ کی سربلندی کیلئے تن من دھن نچھاور کر دیا جائے ؎

مقامِ بندگی دیگر مقامِ عاشقی دیگر
ز نوری سجدہ می خواہی ز خاکی بیش ازاں خواہی
چناں خود را نگہ داری کہ با ایں بے نیازی ہا
شہادت بر وجود خود زِ خون دوستاں خواہی

یعنی اپنی جان دے کر' اپنے خون سے اللہ کی بڑائی کی شہادت دینا اصل میں اللہ کو مطلوب ہے۔ لہٰذا عمل صالح کا مفہوم یہ نہیں جو ہمارے ذہنوں میں Develop ہو گیا ہے۔ بلکہ دیکھنا ہو گا کہ اُس وقت عمل صالح کا تصور کیا تھا جب یہ آیات نازل ہوئیں اس وقت اس کا مطلب تھا کہ ایمان لانا اور اس پر ڈٹ جانا۔ اب مصائب آ رہے ہیں' تکالیف آ رہی ہیں تو جھیل رہے ہیں۔ اور ہر تکلیف کے باوجود اسی توحید کی دعوت دے رہے ہیں۔ اس تربیت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب اگلا مرحلہ آتا ہے تو یہی لوگ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آ جاتے ہیں' جیسا کہ غزوۂ بدر میں ہوا کہ ۳۱۳ نہتے صحابہؓ ڈٹ کر کھڑے ہو گئے اور اللہ نے ایک ہزار کیل کانٹے سے لیس کفار کے لشکر پر انہیں فتح دی۔ یہ ہے عمل صالح کہ دعوت و اقامت دین کی جدوجہد کے تقاضوں کو اس شان سے پورا کیا جائے اور اب جو ہو سو ہو۔ ہم نے کشتی دریا میں ڈال دی ہے۔ یہ کشتی تیرے گی تو ہم تیریں گے۔ یہ کشتی ڈوبے گی تو ہم بھی ڈوب جائیں گے۔ یہ نہیں کہ کشتی کو چھوڑ کر کہیں جان بچا کر نکل جائیں۔ چنانچہ فرمایا: ﴿ اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴾ "وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر وہ توکل کرتے ہیں"۔

یہاں عاملین کی دو صفات بیان ہوئی ہیں۔ "صبر اور توکل" یہ دونوں چیزیں بہت اہم ہیں۔ یعنی جو آزمائش بھی آ رہی ہے اللہ کی طرف سے آ رہی ہے۔ اگر ابوجہل کے ہاتھوں کوئی پریشانی آ رہی ہے تب بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اذن رب نہ ہو تو ابوجہل کا ہاتھ شل ہو جائے۔ اس لئے جو تکلیف بھی آ رہی ہے اس پر شکوہ نہ ہو نہ شکایت ہو۔ بلکہ صبر کیا جائے۔ اس اذیت کو اپنے رب کے لئے جھیلے' برداشت کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ سارا توکل اور بھروسہ بھی اللہ ہی پر ہو۔ یعنی اقامت دین اور دعوت دین کے لئے جو بھی محنت ہو سکے' اس میں کوئی کمی نہ کی جائے لیکن توکل صرف اللہ پر ہو۔ یعنی کوشش بے شک ہماری ہے مگر ہو گا وہ جو اللہ چاہے گا۔ ہماری خواہش تو ہے کہ جلد سے جلد انقلاب برپا ہو جائے۔ لیکن انقلاب آئے گا اس وقت' جب اللہ چاہیں گے۔ البتہ تم اپنی محنت سے' اپنے ایثار سے' اپنی مشقت سے زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہو سکتے ہو۔ تمہاری قربانی سے تمہاری عاقبت سنور رہی ہے' جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پاؤ گے لیکن یہ جان لو کہ کسی شے کا نتیجہ اس وقت نکلے گا جب اللہ چاہے گا۔

اگلی آیت میں فرمایا: ﴿ وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَھَا اللّٰہُ یَرْزُقُھَا وَاِیَّاکُمْ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴾ کہ کتنے ہی چوپائے ہیں زمین پر' کیا تم نے انہیں اپنا رزق کندھے پر لادے دیکھا ہے۔ اللہ انہیں رزق دیتا ہے۔ وہ تمہیں بھی رزق دے گا۔ اور وہ سننے والا ہے' تمہارے حالات کا علم رکھنے والا ہے۔ تمہیں یہ فکر کیوں ہے کہ کہاں سے کھائیں گے' کہاں سے ہماری معاش کی ضرورت پوری ہو گی۔ اللہ پر بھروسہ رکھو۔ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے' اگر تم اس کے لئے اپنے معاش کی قربانی دو گے تو وہ تمہارے حالات سے باخبر ہے' تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں رزق بھی دے گا۔

مثلاً جب صحابہ کرامؓ ہجرت کر کے حبشہ گئے تھے۔ اور پیچھے کفار مکہ کا وفد ان کی واپسی کا تقاضا کرنے کے لئے حبشہ پہنچ گیا۔ اگر حضرت جعفر طیارؓ نے سورۂ مریم کی آیات نہ سنائی ہوتیں تو شاہ حبشہ کہہ چکا تھا کہ ٹھیک ہے یہ تمہارے بھاگے ہوئے غلام ہیں' تم انہیں لے جا سکتے ہو۔ لیکن آیات سنتے ہی نجاشی کی کیفیت بدل گئی اور اس نے دو ٹوک الفاظ میں مسلمانوں سے کہا تم لوگ یہاں آرام سے رہو' میں تمہیں کسی قیمت پر ان کفار مکہ کے حوالے نہیں کروں گا۔ دراصل یہ اللہ ہی نے کیا کیونکہ ساری دنیا کے انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔ وہ جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ حضور ﷺ کے غلام حبشہ پہنچے ہیں تو اللہ نے ان کے لئے یہ راستہ بنا دیا کہ نجاشی کے دل کو موم کر دیا۔ لیکن خود حضور ﷺ طائف تشریف لے گئے ہیں تو انتہائی تکلیف دہ حالات اور کڑی آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ اللہ کی مشیت ہے' جسے وہی بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لئے تو یہ ہے کہ اب جو بھی ہمارا پروردگار ہمارے پیالے میں انڈیل دے' اس کا کرم ہے خواہ وہ آسائش ہو یا آزمائش ہو۔ وہ اپنے ہر بندے کے مقام و مرتبے اور اس کی ضروریات سے واقف ہے۔

اس سلسلے میں حضرت عیسیٰؑ کا ایک بڑا خوبصورت قول نقل ہوا ہے "کیوں گھبراتے ہو' کیوں ڈرتے ہو کہ کیا کھائیں گے؟ تم جنگل کی چڑیوں کو نہیں دیکھتے' نہ وہ ہل چلاتی ہیں' نہ وہ بیج بوتی ہیں پھر بھی وہ صبح خالی پیٹ اپنے گھونسلوں سے نکلتی ہیں اور شام کو ان کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔ جو رب انہیں کھلاتا ہے کیا وہ تمہیں نہیں کھلا سکتا۔ اور کیوں فکر کرتے ہو کہ کیا پہنیں گے' جنگل کی سوسن کو دیکھتے ہو۔ نہ وہ کچھ کاتتی ہے نہ کپڑا بنتی ہے لیکن پھر بھی جس قدر اعلیٰ اور نفیس لباس تمہارے رب نے اسے پہنایا ہے' سلیمان بھی اپنی حکومت اور شان و شوکت کے باوجود ایسا خوش لباس نہ تھا"۔

لہٰذا دعوت و اقامت دین کی جدوجہد کے کارکنوں کو سوچنا چاہئے کہ اللہ نے جو مجھے مہلت کار عطا کی ہے' جو صلاحیت دی ہے' اس کا بہتر اور بیشتر حصہ صرف اسی کام میں صرف کروں۔ ان کے لئے یہ آیت اس فیصلے میں مدد معاون ہو سکتی ہے کہ اللہ جب چوپایوں کو رزق دیتا ہے تو ہمیں بھی رزق دے گا۔

اسی بات کو سورۂ عنکبوت ہی کی آیت نمبر ۶۴ میں مزید واضح کیا گیا: ﴿ وَمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴾ "اور نہیں ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا' اور بے شک اصل زندگی تو آخرت ہی کی ہے۔ کاش کہ یہ جانتے"۔

دنیا کی زندگی کی حقیقت آخرت کے مقابلے میں کھیل اور تماشے سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اگرچہ آخرت کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے دنیا کی زندگی کا ایک ایک سانس بہت قیمتی ہے۔ کیونکہ آخرت کی کامیابی کا دارومدار اسی دنیا میں کئے ہوئے اعمال پر ہے۔ تاہم آخرت کو بھول کر اسی دنیا میں گم ہو جانا کھیل اور تماشے میں لگنے کے مترادف ہے۔ جیسے کسی ڈرامے میں بادشاہ اور فقیر کے کردار عارضی ہوتے ہیں اسی طرح آخرت کے مقابلے میں یہ زندگی عارضی ہے۔ جو آخرت کے دن کامیاب ہو گیا وہ کامیاب ہے' خواہ اس دنیا میں اسے دو وقت روٹی بھی میسر نہ رہی ہو۔ اسی طرح جو روز آخرت ناکام ہو گیا وہ فی الواقع ناکام ہے خواہ اس دنیا میں بادشاہ رہا ہو۔ لہٰذا آخرت کی دنیا ہی اصل ہے۔ جن لوگوں کی ساری بھاگ دوڑ اسی دنیا کے لئے ہے اور جو اسی میں گم ہو کر رہ گئے ہیں کاش کہ انہیں معلوم ہوتا کہ آخرت کا گھر ہی اصل گھر ہے۔ اصل زندگی وہی ہے۔

سورۂ عنکبوت ہی کی آخری آیت میں ایسے لوگوں کو بشارت دی گئی ہے جو اللہ کے دین کی سربلندی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتے ہیں: ﴿ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ﴾ "جو لوگ ہمارے لئے محنت کریں گے' جدوجہد کریں گے' (خواہ انہیں کہیں راستہ نظر نہ آ رہا ہو) ہم ان کے لئے ہدایت کی راہیں کھولتے چلے جائیں گے"۔

دیکھئے حضور ﷺ کے لئے مدینے کا راستہ کس نے کھولا؟ وہاں حضور ﷺ کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

**پریس ریلیز**

# امریکہ اور بھارت کی خوشنودی کی خاطر طالبان کو دہشت گرد قرار دینا نواز حکومت کے زوال کا فوری سبب بنا

## لوٹی ہوئی دولت واپس لینے کے لئے بے رحم احتساب کرنا ہوگا

### امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۵/ اکتوبر کے خطاب جمعہ کا خلاصہ

سابقہ نواز حکومت نے اقتدار کے نشے میں مست ہو کر ملک کے واحد مستحکم اور متحد ادارے یعنی فوج کے اندر محاذ آرائی کی فضا پیدا کر کے اسے تباہ کرنے کے لئے گزشتہ دنوں جو کھیل کھیلا اور جس کے نتیجے میں سول حکومت کی برطرفی عمل میں آئی' اس سے زیادہ گھناؤنا کھیل کسی ریاستی ادارے کے ساتھ نہیں کھیلا جا سکتا۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگر سابقہ حکمرانوں کی فوج میں اختلافات پیدا کرنے کی سازش کامیاب ہو جاتی تو ملک بدترین خانہ جنگی کا شکار ہو سکتا تھا۔ دریں اثناء حالات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ فوج کا حالیہ اقدام پہلے سے کسی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو فوج کی طرف سے پالیسی بیان کے سامنے آنے میں اتنی تاخیر نہ ہوتی۔ لہٰذا اس وقت ملک میں جو صورت بھی پیدا ہوئی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس میں کسی انسانی کوشش کا دخل نہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف نے اپنے اختیار و اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے تیرھویں اور چودھویں ترمیم کے ذریعے نہ صرف یہ کہ صدر پاکستان کو درشنی پہلوان کا درجہ دیا بلکہ ارکان اسمبلی کے بال و پر کاٹ کر انہیں بھی تابع و مہمل بنا دیا' جس کے بعد ان کے خیال میں ان کے اقتدار کی کرسی بالکل محفوظ ہو گئی۔ اس کے بعد عدلیہ کے ادارے کو تباہ و برباد کرنا بھی کچھ کم جرم نہ تھا۔ پندرھویں ترمیم کا ڈول بھی اس طور سے ڈالا گیا کہ اس سے اصل مقصود قوت و طاقت کا اپنی ذات میں ارتکاز تھا۔ لیکن میری رائے میں اللہ کی نگاہ میں ان کا سب سے بڑا جرم جو موجودہ تبدیلی کا اصل سبب بنا' یہ تھا کہ انہوں نے طالبان کے خلاف امریکہ اور بھارت کے مفادات سے ہم آہنگ پالیسی اختیار کرتے ہوئے طالبان کو دہشت گرد قرار دیا اور ان کے خلاف کریک ڈاؤن کا پروگرام بنایا لیکن اللہ نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا۔

امیر تنظیم اسلامی نے فوج کے حالیہ اقدام پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ پاکستان کی پیدائش جمہوریت کے بطن سے ہوئی تھی لیکن پاکستان کی باون سالہ تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ ہم جمہوریت چلانے کے اہل نہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ پاکستان کے عدم استحکام کے پانچ اسباب ہیں جب تک ہم ان مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ نہیں دیں گے ملک کو استحکام حاصل نہیں ہو سکتا۔

۱) اس ملک کے قیام اور بقا کا جواز صرف اسلام ہے۔ لہٰذا ہمیں سب سے پہلے یہاں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت اسلامی کے نفاذ پر توجہ دینی چاہئے اور اس کے لئے آئین میں مناسب ترامیم کر کے منزل کی طرف پیش رفت کا آغاز کر دینا چاہئے۔

۲) ہمارا دوسرا سب سے بڑا مسئلہ اقتصادی بدحالی ہے۔ اس کے لئے فوجی حکومت کو نادہندگان سے لوٹی ہوئی دولت واپس لینے کے لئے بے رحمانہ احتساب کرنا ہوگا۔ ورنہ ہم یونہی عالمی مالیاتی اداروں کے غلام بنے رہیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ سودی نظام کے خاتمہ اور جاگیردارانہ استحصالی نظام کی بیخ کنی کے لئے فوری اقدامات کرنے چاہئیں۔ بھارت میں اگر آج جمہوری نظام قائم و دائم ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے آزادی کے فوراً بعد جاگیرداری نظام سے چھٹکارا حاصل کر لیا تھا۔

۳) تیسرے بھارت اور پاکستان کے درمیان تنازعہ کشمیر کو فی الفور مذاکرات کے ذریعے کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر حل کیا جائے۔ جیسا کہ بھارت کی نئی حکومت نے بھی کہا ہے کہ وہ پاکستان میں کسی بھی حکومت سے مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔ تاہم ان مذاکرات میں بھارت اور پاکستان کے علاوہ امریکہ اور یو این او سمیت کسی اور کو شامل نہ کیا جائے۔

۴) چوتھا معاملہ طالبان اور پاکستان کے تعلقات سے متعلق ہے۔ اس معاملے میں فوجی حکومت کو امریکہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ ڈٹ جانا چاہئے کہ ہم طالبان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی برداشت نہیں کریں گے کیونکہ پاکستان کو مستقبل میں اپنی بقا اور دفاع کے لئے افغانستان کی مدد کی ضرورت رہے گی۔

۵) پانچواں معاملہ یہ ہے اگر امریکہ ہماری فوجی حکومت سے ناراض ہو کر پاکستان پر پابندیاں عائد کر دے تو پھر پاکستان اپنی خداداد ایٹمی ٹیکنالوجی کو مسلم ممالک کے پاس فروخت کر کے اپنی مشکلات پر قابو پائے اور یوں پابندیوں کے دباؤ کو کم کیا جائے۔ اگر امریکہ ایف سولہ اور خطرناک ہتھیار بیچ کر اپنی اقتصادیات کو بہتر بنا سکتا ہے تو پھر پاکستان ایٹمی ٹیکنالوجی کیوں فروخت نہ کرے۔

امیر تنظیم اسلامی نے مزید کہا کہ کارگل کے محاذ سے پسپائی اختیار کرنے کے بعد سے دنیا میں جس طرح پاکستان کے وقار کو دھچکا لگا تھا' فوج نے امریکہ کی وارننگ کو نظرانداز کرتے ہوئے اقتدار سنبھال کر پاکستان کی عزت اور وقار کے گراف کو کسی حد تک بلند کر دیا ہے۔ لہٰذا ہماری دعا ہے کہ اللہ فوجی حکومت کو ملک و قوم کے مفاد سے وابستہ ہر معاملے میں ڈٹ جانے اور صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

# اطلاع بابت تنسیخ سالانہ اجتماع تنظیم اسلامی' برائے ملتزم رفقاء

وطن عزیز میں افواج پاکستان کے اقتدار سنبھالنے اور ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد تنظیم کا سالانہ اجتماع برائے ملتزم رفقاء جس کیلئے ۲۴ تا ۲۸ اکتوبر کی تاریخیں معین تھیں' بوجوہ منسوخ کرنا پڑا۔ نئے حالات میں انتظامیہ سے اجتماع کیلئے باقاعدہ اجازت حاصل کرنا ضروری قرار پایا تھا جبکہ موجودہ حالات میں لاہور کی حساس سیاسی فضا میں اجازت کا حصول قریباً ناممکن تھا۔ اتنا وقت بھی نہیں تھا کہ حصول اجازت کیلئے بھرپور تگ و دو کی جا سکتی۔ لہٰذا ان حالات میں محترم امیر تنظیم نے مرکز کی سطح پر مشورہ کے بعد بادل ناخواستہ یہ فیصلہ کیا کہ فی الحال سالانہ اجتماع منسوخ کر دیا جائے۔ اجتماع کی آئندہ تاریخوں کا اعلان فضا میں پھیلی ہوئی غیر یقینی کی دھند چھٹنے کے بعد ہی کیا جا سکے گا۔

**المعلن** ڈاکٹر عبدالخالق' ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان

## ایک حساس اور ذمہ دار انسان کے لئے تخت حکومت کبھی بھی پھولوں کی سیج نہیں ہوتا

## فوجی حکمرانوں کی نیک نیتی کا تعین اس مدت سے کیا جائے گا' جو وہ اس کام کی انجام دہی میں لگاتے ہیں

## اقتصادی بحالی کے لئے جاگیرداری نظام پر فیصلہ کن ضرب لگانا اب ہماری ضرورت بن گیا ہے

## احتساب کے معاملے میں اگر دوست اور دشمن کی تمیز کی گئی تو حالات مزید بگڑ جائیں گے

### موجودہ ملکی صورتحال پر مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ

پاکستان تاریخ کے پیٹ کو مسلسل عجائب سے بھر رہا ہے۔ خصوصاً ہماری مقتدر قوتیں خواہ وہ سیاسی ہوں یا عسکری ایسے ایسے کارنامے سرانجام دے رہی ہیں کہ ہمارے آنے والی نسلیں اپنی تاریخ کو فنون لطیفہ کی حیثیت سے بھی پڑھ سکیں گی۔ عام آدمی ابھی کسی ایک واقعہ کے رونما ہونے پر حیرت میں ڈوبا ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا چونکا دینے والا واقعہ رونما ہو جاتا ہے۔ ابھی گزشتہ ہفتے کے واقعات پر نگاہ ڈالیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی مار دھاڑ سے بھرپور فلم یا دلچسپ جاسوسی ناول کا مطالعہ کر رہے ہوں جس میں ۰۰۷ نے سپرمین کو فضا میں قید کرنے کی کوشش کی اور اسے دشمن کے علاقے میں اٹلانٹک جہاز کی طرح گرانے کی کوشش کی لیکن سپرمین بہرحال سپرمین تھا اس نے فضا سے ہی ڈبکی لگائی اور ۰۰۷ کو اڈیالہ جیل پہنچا دیا جہاں اسے زندگی میں پہلی بار سوچنے کا موقع مل جائے گا' اگرچہ وہ بچپن سے ہی سوچ و بچار کا عادی ہے نہ قائل۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اس وقت ایک انتہائی ناقابل اعتبار اور دروغ گو قوم ہیں۔ اسی ماہ اکتوبر کے آغاز میں سابقہ نواز حکومت نے فرمان جاری کیا کہ حکومت اور فوج میں مکمل ذہنی ہم آہنگی ہے اور حکومت اور فوج کے مابین اختلافات محض اپوزیشن کا پروپیگنڈہ ہے' اس سلسلے میں کی جانے والی باتیں من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔ چند روز بعد آرمی چیف نے بھی علی الاعلان کہا کہ ان کے حکومت سے کوئی اختلاف نہیں اور نواز شریف سے کام کرتے ہوئے وہ بڑا easy feel کرتے ہیں۔ آرمی چیف تو اپنے تئیں یہ کہہ سکتے ہیں کہ شہباز شریف نے امریکہ سے واپسی پر چودھری نثار احمد کی معیت میں جی ایچ کیو میں جو ملاقات کی تھی اور اس کے فوری بعد حکومت نے جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ان کی مدت ملازمت میں ۶/ اپریل ۲۰۰۱ء تک کی توسیع کر دی تھی اس سے ان کی طرف سے تو اختلافات کا خاتمہ ہو گیا تھا لیکن نواز حکومت کے پاس کیا جواز تھا کہ چند روز پہلے انہوں نے جس آرمی چیف کو دوسری ٹوپی پہنائی اور برملا یہ کہا کہ اب تو وہ منہ بند ہو جانے چاہئیں جو حکومت اور فوج کے مابین اختلافات کی جھوٹی باتیں پھیلا رہے ہیں لیکن چند روز بعد آرمی چیف کو برطرف کرنے کا انتہائی قدم اٹھالیا' حالانکہ پاکستان آرمی ایکٹ پارٹ ٹو کے سیکشن ۲۰ کے تحت وہ ایسا قدم اٹھانے کے مجاز بھی نہیں تھے۔ (اس قانون کے تحت کسی فوجی افسر کو اس وقت تک ریٹائر نہیں کیا جا سکتا جب وہ بیرون ملک خدمات انجام دے رہا ہو۔ آرمی ایکٹ کے مطابق اس کا ڈسچارج ہونے سے قبل پاکستان میں ہونا ضروری ہے)

اندر کی کہانی یہ ہے کہ کور کمانڈرز ایک عرصہ سے یہ محسوس کر رہے تھے کہ ان کی بند کمرے کے اجلاس کی خبریں باہر آجاتی ہیں لہٰذا خود کور کمانڈرز پر نظر رکھی جانے لگی۔ کور کمانڈر منگلا لیفٹیننٹ جنرل سلیم حیدر اور کور کمانڈر کوئٹہ طارق پرویز کے بارے میں آرمی چیف کو معلومات حاصل ہوئیں کہ وہ اس حوالہ سے ڈسپلن کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہ بات دفاعی نکتہ نظر سے بھی بڑی تشویشناک تھی۔ آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل خواجہ ضیاء الدین کے بارے میں پہلے ہی یہ مشہور تھا کہ وہ امرتسری کشمیری ہونے کی وجہ سے وزیر اعظم کے بہت قریب ہیں۔ آرمی چیف نے disciplinary action لیتے ہوئے سلیم حیدر سے کور کی کمانڈ چھین لی اور انکی سٹاف پوسٹنگ کر دی' جو انہوں نے قبول کر لی۔ کوئٹہ کے کور کمانڈر طارق پرویز پر یہ اضافی الزام بھی تھا کہ اس نے چیف کی اجازت کے بغیر پٹرانہ میں وزیر اعظم سے خفیہ ملاقات کی ہے جو فوج کی روایات کے سخت خلاف تھا۔ چنانچہ آرمی چیف نے کور کمانڈر طارق عزیز کی بھی سٹاف پوسٹنگ کے احکامات جاری کر دیئے جس پر طارق پرویز نے ۱۹/ اکتوبر کو یعنی وقت سے پہلے آٹھ ماہ قبل ہی ریٹائرمنٹ لینے کا فیصلہ کیا جو اخبارات میں شائع ہو گیا۔ ان کی جگہ میجر جنرل مشتاق حسین کو جو اینٹی نارکوٹکس کے سربراہ تھے' لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر کوئٹہ کا کور کمانڈر لگا دیا گیا لیکن طے یہ ہوا کہ کور کمانڈر طارق پرویز فوری طور پر نہیں بلکہ ۱۳/ اکتوبر سے فارغ ہوں گے اور اسی روز سے نئے کور کمانڈر مشتاق حسین چارج سنبھال لیں گے۔

جنگ کے اخباری نمائندے کے حوالے سے طارق پرویز کا بیان انٹرویو کے انداز میں شائع ہوا جس میں انہوں نے آرمی چیف پر کھلے کھلے الزامات لگائے۔ پاکستان کی عسکری تاریخ کا یہ پہلا موقع تھا کہ کسی باوردی جرنیل نے اپنے چیف کے خلاف بیان دیا ہو اور وہ یوں اخبارات میں شائع ہوا ہو۔ یہ بات عیاں تھی کہ یہ بیان نواز حکومت کے ایما پر دیا گیا تھا۔ دوران انٹرویو اخباری نمائندے کے اس سوال پر کہ آپ کو ریٹائرمنٹ کے بعد کوئی سفارتی یا بڑا سیاسی عہدہ ملے گا تو اس پر انہوں نے بڑا زوردار قہقہہ لگایا۔ راقم کو یقین تھا کہ کور کمانڈر اپنے بیان کو من گھڑت اور جھوٹا قرار دیں گے۔ اس لئے کہ ایک منظم فوج کا اتنا ذمہ دار عہدے دار ایسی فاش غلطی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگلے روز کوئی تردیدی بیان جاری نہ ہوا۔ یوں حکومت نے فوج پر ایک کاری ضرب لگائی لیکن فوج نے تحمل کا مظاہرہ کیا اور آئی ایس پی آر کی طرف سے محض رسمی سا احتجاج سامنے آیا۔ اس دوران آرمی چیف سری لنکا کے سرکاری دورے پر جا چکے تھے۔ ۱۲/ اکتوبر کو وزیر اعظم کا تحصیل کی سطح پر ایک جلسہ عام سے خطاب تھا۔ جلسہ کے دوران وزیر اعظم اپنے ملٹری سیکرٹری سے کانا پھوسی کرتے

رہے۔ وہ متفکر اور پریشان بھی دکھائی دے رہے تھے۔ اس روز تین بجے سہ پہر نواز شریف واپس جی ایم ہاؤس پہنچے اور فوری طور پر ڈی جی' آئی ایس آئی خواجہ ضیاء الدین بٹ کو طلب کیا اور کچھ دیر ان سے بات چیت کرنے کے بعد آرمی چیف پرویز مشرف کی سبکدوشی کے احکامات جاری کر دیئے اور خواجہ ضیاء الدین بٹ کو جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر آرمی چیف مقرر کر دیا۔

سوال یہ ہے کہ جس شخص کو چند دن پہلے دوسری ٹوپی پہنائی گئی تھی اس کے خلاف چند ہی دنوں میں اتنا بڑا قدم اٹھانے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔ اس سوال کا جواب میاں اظہر کے ایک بیان سے بڑی آسانی سے مل جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ شریف فیملی کا طریقہ واردات یہ ہے کہ جب کوئی شخص ان کے خلاف ہو جائے اور وہ ان کے راستے میں رکاوٹ بنے تو پہلے قدم کے طور پر یہ اس سے صلح کر لیتے ہیں چاہے یہ صلح انہیں کچھ جھک جھک کر ہی کیوں نہ کرنی پڑے' لیکن جونہی وہ غافل ہوتا ہے یہ اپنا بھرپور وار کرتے ہیں۔ جنرل مشرف کو اس وقت سبکدوش کیا گیا جب وہ فضا میں تھے۔ مقصد یہ تھا کہ ان کی غیر حاضری میں ان کے نائبین فیصلہ نہیں کر پائیں گے اور اسی دوران نئے آرمی چیف حالات کو اپنے حق میں کر لیں گے۔ فوج کو اس طرح تقسیم کرنے کی کوشش کرنا بدترین اور ناقابل معافی جرم ہے۔ اگر خدانخواستہ دو کور کمانڈرز مقابلے میں صف آراء ہو جاتے تو کیا نتیجہ نکلتا' اس کے تصور سے ہی لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک نہایت بھونڈی اور سنگین حرکت یہ تھی کہ آرمی چیف جس کمرشل فلائٹ سے واپس آ رہے تھے اسے ۳۵ منٹ تک لینڈ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اس کو یہ حکم دیا کہ جہاز کو کسی دوسرے قریب ترین ملک میں لے جاؤ۔ جب وہ کہتا ہے کہ قریب ترین ملک تو انڈیا ہے تو اسے کہا جاتا ہے کہ انڈیا ہی لے جاؤ۔ اگر خدانخواستہ پائلٹ یہ حماقت کرتا اور اسے انڈیا لے جاتا تو آج ہم دنیا کو کس طرح منہ دکھانے کے قابل ہوتے کہ یہ وہ قوم ہے جس نے خود اپنا فوجی سربراہ دشمن کو پیش کر دیا۔

بہرحال فوج نے انتہائی سوجھ بوجھ اور عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بھیانک منصوبے کو ناکام بنا دیا ہے۔ دوسری طرف ایک معمولی لیفٹیننٹ کا صرف چار سپاہی لے کر پی ٹی وی اسلام آباد پہنچ جانا اگرچہ ڈسپلن کی شدید خلاف ورزی ہے لیکن یہ ظاہر کرتی ہے کہ پرویز مشرف فوج میں چھوٹے افسران سے لے کر ٹاپ کی قیادت تک از حد مقبول ہیں اور کارگل کے سانحہ کے بعد نواز حکومت کے خلاف فوج میں کس قدر نفرت پائی جانے لگی تھی۔

ہم نے فوجی حکومتوں کی کبھی حمایت نہیں کی اور پاکستان کے مسائل کا فوری' ہنگامی اور عارضی حل جمہوریت ہی کو قرار دیا ہے لیکن اس وقت اقتدار پر فوج کا قبضہ ایک حقیقت ہے اور کسی کے تسلیم نہ کرنے سے اس حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکے گا۔ ایک حساس اور ذمہ دار انسان کے لئے تخت حکومت کبھی بھی پھولوں کی سیج نہیں ہوتا بلکہ کانٹوں کا بستر ہے۔ خصوصاً پاکستان کے اس وقت جو حالات ہیں اس میں عنان حکومت سنبھالنا ایک انتہائی مشکل اور صبر آزما کام ہو گا کیونکہ بدترین اور پیدائشی دشمن سر پر کھڑا ہے جو کوئی موقع ضائع نہیں کرے گا۔ اور اس وقت وہاں ایک ایسی جماعت کی حکومت قائم ہے جو پاکستان کے وجود کو اپنے لئے چیلنج سمجھتی ہے' جو پاکستان کے قیام کو اپنے بڑوں کا گناہ قرار دیتی ہے اور اس گناہ کی تلافی وہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتی ہے۔ خزانہ صرف خالی نہیں ہے بلکہ قرضے کے کوہ ہمالہ کے نیچے دبا ہوا ہے۔ امریکہ جو سپریم پاور ہے ہماری دشمنی میں بھارت سے کندھے سے کندھا ملائے ہوئے ہے۔ مذہبی' صوبائی اور لسانی عصبیتیں اس وقت اپنی انتہا پر ہیں۔ اگرچہ کچھ لوگ یا جماعتیں اپنے جائز مطالبات رکھتی ہیں اور ان کا محض حل چاہتی ہیں لیکن ان لوگوں یا تنظیموں کی بھی کمی نہیں جو پاکستان کے قیام کو اپنے بزرگوں کی توہین سمجھتے ہیں ان حالات میں وطن کی ناؤ کو پار لگا دینا ناممکن تو یقیناً نہیں لیکن انتہائی مشکل ضرور ہے۔

لہٰذا ان حالات میں ہم اپنے نئے حکمرانوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ وہ زیادہ جنجال میں نہ پڑیں ورنہ الجھ کر رہ جائیں گے۔ ان کا ہدف صرف اقتصادی بحالی اور سیاست سے ان عناصر کا مکمل صفایا کرنا ہو جنہوں نے سیاست کو کاروبار بنایا ہوا تھا اور جنہوں نے اقتدار اور اختیار کو دولت کے انبار لگانے کا وسیلہ بنایا ہوا تھا۔ اس ضمن میں راقم کی چند تجاویز حسب ذیل ہیں :

۱) ہماری اقتصادی بدحالی جس درجہ تک پہنچ چکی ہے راقم کو یقین ہے کہ قوم کی اکثریت اس کا ادراک نہیں رکھتی۔ کبھی ہم قرضے بمع سود اتار کر فارغ اور سرخرو ہو سکیں گے' اسے تو ناممکن بھی کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ہمارے نزدیک پاکستان کی اقتصادی بحالی کا صرف اور صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم اپنے قرض خواہوں سے کھلی کھلی بات کریں۔

(a) ماضی میں قرضوں کا لین دین ملی بھگت اور کھلی بددیانتی سے ہوا جس کے صرف ہم ذمہ دار نہیں ہیں

(b) ہم اپنے قرضوں سے زائد آپ کو سود کی شکل میں ادا کر چکے ہیں۔ پاکستان کے تمام سابقہ حکمرانوں اور سیاست دانوں کے اثاثے یورپ اور امریکہ کے بینکوں میں پڑے ہیں یہ سب کچھ بدعنوانی اور اختیارات کے ناجائز استعمال سے اکٹھا کیا گیا تھا۔

حکومت پاکستان انہیں بحق سرکار ضبط کر چکی ہے ہمارے قرض خواہ ہم سے طے کریں کہ وہ اور حکومت پاکستان ان اثاثوں کو کس طرح تقسیم کریں۔

۲) ۱۹۸۵ء سے لے کر ۱۹۹۷ء تک جو لوگ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے رکن نہیں ہیں ان کے اور ان کے اہل خانہ کے اثاثوں کی سختی سے بلکہ انتہائی سے چھان بین کی جائے اس سلسلے میں اگر گندم کے ساتھ گھن بھی پس جائے تو یہ دنیوی مجبوری ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں۔ راقم یقین سے کہہ سکتا ہے کہ خزانے میں اتنی بڑی رقم جمع ہو گی کہ خزانے پر جو نزع کا عالم طاری ہے وہ دور ہو سکے گا۔ یاد رہے کہ احتساب کے معاملے میں اگر دوست اور دشمن کی تمیز کی گئی یا سیاسی حوالے اور تعلق دیکھے گئے تو معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا۔

۳) اقتصادی بحالی کے لئے جاگیرداری نظام پر کاری اور فیصلہ کن ضرب لگانا اب ہماری ضرورت بن گیا ہے۔

۴) موٹرویز اور اعلیٰ ترین سہولتوں کے ایئرپورٹ' رج کھانے کے بعد کی باتیں ہیں فی الحال بھوکے اور خالی پیٹ عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایسی سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے جو productive ہو اور بے روزگاری کا مسئلہ حل کرے۔

۵) نادہندگان کے خلاف ہر حکومت اپنے عزائم کا اظہار کرتی ہے لیکن راقم کی بازیابی میں ناکام رہتی ہے۔ جس کی ایک وجہ سیاسی اثر و رسوخ کے علاوہ ہمارا عدالتی نظام بھی ہے۔ ان سماج اور ملک دشمن عناصر کے خلاف خصوصی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں اور ان سب کو اس وقت تک حکومتی تحویل سے رہا نہ کیا جائے جب تک نہ صرف مقدمات کے فیصلے ہو جائیں بلکہ جب تک مال کی برآمدگی نہ ہو جائے۔ وگرنہ برآمدگی سے پہلے رہائی کی صورت میں یہ پھر کوئی گل کھلائیں گے۔

۶) ہمارے ملک میں بڑی صنعت کاری حکومتی پشت پناہی سے پھلی پھولی جسے حکومتی اشیرباد حاصل نہ ہو سکی وہ بڑا صنعت کار نہ بن سکا۔ تمام بڑے صنعت کاروں کو خود چیف ایگزیکٹو خصوصی اجلاس میں بلا کر ملکی صورتحال ان کے سامنے رکھیں اور ملکی خزانے کے لئے ان سے امداد حاصل کریں۔

۷) امریکہ اس وقت اسلحہ کا سب سے بڑا تاجر ہے۔ ایف ۱۶ اور بڑی بڑی توپیں آخر انسانوں کو ہلاک کرنے کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ پاکستان کو ایٹمی ٹیکنالوجی کی منتقلی سے کس اصول پر روکا جا رہا ہے۔ البتہ ہمیں اسے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

## انجمن خدام القرآن، تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے مقاصد ایک ہی ہیں

## جماعت اسلامی سے علیحدگی کے بعد بھی غلبہ دین کی جدوجہد سے تعلق میں بحمد اللہ کمی واقع نہیں ہوئی

## تنظیم اسلامی نے سیرت محمدیؐ سے انقلابی منہاج اخذ کر کے پوری دنیا میں عام کیا ہے

## ملک میں اسلامی نظام کا قیام مذہبی جماعتوں کے مقاصد میں شامل ہی نہیں

**تنظیم اسلامی کے ۲۵ برس مکمل ہونے پر "ندائے خلافت" کا امیر تنظیم اسلامی، محترم ڈاکٹر اسرار احمد سے خصوصی انٹرویو**

انٹرویو پینل : حافظ عاکف سعید
نعیم اختر عدنان، فرقان دانش خان

س امیر محترم! آپ نے جماعت اسلامی سے ۱۹۵۸ء میں علیحدگی اختیار کی۔ جماعت اسلامی سے علیحدگی کے اس ۴۱ سالہ دور پر آج آپ کن الفاظ میں تبصرہ فرمائیں گے؟

ج پہلی بات یہ ہے کہ میں نے جماعت اسلامی سے علیحدگی ۱۹۵۷ء میں اختیار کی تھی ۱۹۵۸ء میں نہیں۔ علیحدگی کے اس عرصہ کو ساڑھے بیالیس سال ہو چکے ہیں۔ اس پورے عرصہ کے دوران میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس مقصد کے لئے میں نے جماعت اسلامی میں شمولیت اختیار کی تھی، اُس میں کسی بھی مرحلے پر کمی واقع نہیں ہوئی۔ اگرچہ سات آٹھ سال کا عرصہ ضرور ایسا رہا ہے کہ جب میں ابھی کم عمری کی وجہ سے حالت مختفرہ میں تھا، وہ بھی اس خیال سے کہ جماعت اسلامی سے علیحدگی اختیار کرنے والے بزرگ کسی جماعت کی تشکیل کر لیں تو میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا تاکہ غلبۂ دین کی اجتماعی جدوجہد جاری رکھی جا سکے، لیکن بدقسمتی سے نئی دینی جماعت کی تشکیل کے حوالے سے کی جانے والی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ بالآخر میں نے ۶۵ء میں یہ فیصلہ کر لیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بُری بھلی صلاحیت مجھے عطا فرمائی ہے اس کو لے کر میدان میں ایک داعی کی حیثیت سے کھڑا ہو جاؤں۔ چنانچہ ۶۵ء سے ۷۲ء تک سات سال کا عرصہ میں نے لاہور میں دروس قرآن اور حلقہ ہائے مطالعۂ قرآن کی ترتیب و تنظیم پر محنت صرف کی۔ جس کے نتیجے میں ۱۹۷۲ء میں مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کا قیام عمل میں آیا۔ اس دوران ۷۱ء کے ماہ فروری میں حج کے موقع پر میں نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ اب میڈیکل پریکٹس کو خیرباد کہہ کر خود کو ہمہ تن اور ہمہ وقت اقامت دین کی جدوجہد کے لئے وقف کر دوں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری انہی مساعی کے نتیجے میں ۷۵ء میں تنظیم اسلامی کا قیام عمل میں آگیا۔ تنظیم اسلامی کے قیام کو اب ربع صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ بحمد اللہ اقامت دین کی جدوجہد کے اندر ہی پورا وقت گزرا ہے اور ؎ "جنوں میں جتنی بھی گزری بکار گزری ہے" کے مصداق اللہ کا شکر ہے کہ میری زندگی کا یہ پورا عرصہ صحیح رخ پر صرف ہوا ہے۔

س محترم ڈاکٹر صاحب! آپ نے سب سے پہلے انجمن خدام القرآن قائم کی، بعد ازاں تنظیم اسلامی کی بنیاد رکھی اور پھر تحریک خلافت کا علم بلند کیا، براہ کرم آپ ان تینوں اداروں کے اہم اہداف کی وضاحت فرمائیے؟

ج سب سے پہلے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور قائم ہوئی تھی۔ جو اپنی ہیت تنظیمی کے اعتبار سے ایک رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ جس کے مقاصد معین ہیں، یعنی عربی زبان کی ترویج، قرآن مجید کے علم کی عمومی اشاعت اور اس کے مطالعہ کی ترغیب و تشویق اور ایسے نوجوانوں کو تیار کرنا جو دعوت قرآنی کا کام نہ صرف عوامی سطح پر بلکہ اعلیٰ علمی سطح پر بھی انجام دے سکیں۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے قرآن اکیڈمی قائم ہوئی۔ گویا انجمن خدام القرآن کے اہداف پوری طرح معین ہیں۔ چنانچہ اسے تعلیم و تربیت قرآن کے حوالے ہی سے مشخص کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جب تنظیم اسلامی قائم ہوئی تو اس کے قیام کا مقصد اقامت دین کی جدوجہد قرار پایا۔ تنظیم اسلامی کو ایک

محترم ڈاکٹر اسرار احمد ہفت روزہ "ندائے خلافت" کے پینل کو انٹرویو دیتے ہوئے

جماعت کی حیثیت حاصل ہے جس کا ہدف اللہ کے دین کا غلبہ ہے۔ تنظیم اسلامی کی تنظیمی ہیت بیعت پر استوار ہے۔ اس اعتبار سے تنظیم اسلامی ایک منفرد دینی تنظیم ہے۔ تحریک خلافت کے قیام کا اصل مقصد یہ تھا کہ تنظیم اسلامی کے ساتھ ساتھ ایک وسیع تر تنظیمی ڈھانچہ تشکیل دیا جائے جس میں ایسے لوگ بھی شامل ہو سکیں جو بیعت کی کڑوی گولی نگلنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ تحریک خلافت کے قیام کے ابتدائی دور میں عوامی جلسوں کے ذریعے ہمیں اچھا ردعمل (Responce) ملا۔ تحریک خلافت کے پلیٹ فارم سے میں نے ملک کے بڑے شہروں میں جلسہ ہائے عام سے خطاب کیا' خطابات کے بعد شرکاء جلسہ کو تحریک میں شمولیت کی دعوت دی جاتی' جس کے جواب میں تقریباً دس فیصد حاضرین جلسہ تحریک خلافت کی رکنیت کے فارم پر کر دیتے۔ مثلاً دو ہزار کا اگر جلسہ تھا تو اس میں سے دو سو احباب نے تحریک خلافت کے ساتھ شمولیت کا فارم پر کیا۔ مگر بعد ازاں عملی تجربے سے محسوس ہوا کہ تحریک خلافت کے ساتھ وابستگی کا عہد وقتی اور فوری جذبے کا مظہر تھا۔ یہ لوگ دین کے لئے وقت صرف کرنے اور تحریک کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کے لئے تیار نہ ہو سکے۔ یوں تحریک خلافت کے نام سے ایک علیحدہ تنظیمی ڈھانچہ تنظیم اسلامی کے رفقاء کے لئے مزید بوجھ کا سبب بن گیا۔ اس تجربہ کی روشنی میں تحریک خلافت پاکستان کی وسیع تر عوامی حیثیت کو ختم کر دیا گیا اور اب تحریک خلافت بھی درحقیقت محدود مقاصد کے حصول کے لئے "انجمن" کی طرز کا رجسٹرڈ ادارہ ہے۔ تحریک خلافت کا مقصد یہ ہے کہ نظام خلافت کی برکات کو عوام الناس تک پہنچایا جائے۔ مزید برآں آج کے دور میں جو نظام خلافت قائم ہو گا' اس کا دستوری و قانونی' معاشی و اقتصادی اور سماجی و تہذیبی نقشہ کیا ہو گا' اسے لوگوں کے سامنے واضح کیا جائے۔

انجمن خدام القرآن' تنظیم اسلامی اور تحریک خلافت کے مقاصد گویا ایک مشہور کہاوت کے مطابق تین میں ایک یا ایک میں تین کے مصداق ہیں۔ درحقیقت یہ تینوں ادارے ایک ہی کام کے مختلف درجے ہیں جس کے لئے الگ الگ نظم کے حامل تین دارے قائم کئے گئے ہیں۔

**س** آپ نے اپنی پوری زندگی قرآنی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ بحیثیت ایک قرآنی سکالر' قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ کیا ہے؟

**ج** یہ تو خاصا مشکل سوال ہے۔ میرے نزدیک دو پہلوؤں کے حوالے سے اس سوال کو واضح کیا جا سکتا ہے۔ انفرادی سطح پر قرآنی تعلیمات کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ ایک شخص ایمان حقیقی سے بہرہ ور ہو اور اس کا مقصود حیات اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول بن جائے اور اسی مقصد کے حصول کیلئے مذکورہ شخص اپنا تن من اور دھن قربان کرنے کیلئے تیار ہو جائے۔ ظاہر ہے اس کیلئے طریقۂ کار سنت رسول ﷺ ہی کے ذریعے سے معین ہو گا۔ اجتماعی سطح پر قرآنی تعلیمات کا حاصل یہ ہے کہ جو افراد اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا مقصود بنالیں اور اس کے لئے اپنا تن من دھن لگانے کے لئے تیار ہوں' وہ ایک اجتماعیت بن کر اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنے کی جدوجہد کریں۔ کیونکہ انسانوں کی وہ عظیم اکثریت جو ظالمانہ نظام کی چکی میں پسے ہونے کے باعث زندگی اور کائنات کے اصل حقائق کی طرف متوجہ ہی نہیں ہو پاتی اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف بھی متوجہ نہیں ہو سکتی' جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ ؎

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا
تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کی صورت میں ایسے انسانوں کی اس عظیم اکثریت کو یہ موقع مہیا ہو جائے گا اور ان کے لئے حالات اس حد تک سازگار اور موافق ہو جائیں گے کہ وہ بھی اپنے خالق و مالک کو پہچان سکے' اللہ تعالیٰ سے محبت کر سکے اور اسی کو راضی کرنا اس کی زندگی کا نصب العین بن جائے۔

**س** دینی جماعتیں پاکستان کو اسلامی ریاست بنانے میں اب تک کیوں کامیاب نہ ہو سکیں۔ تنظیم اسلامی کی اس حوالے سے کیا خدمات ہیں؟

**ج** میرے نزدیک دینی جماعتوں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ان جماعتوں نے ملکی انتخابات میں حصہ لے کر کشاکش اقتدار کے اکھاڑے میں چھلانگ لگا دی۔ دینی جماعتوں کی اس غلط حکمت عملی کے باعث دین کا نفاذ ایک سیاسی ایشو بن کر رہ گیا۔ علاوہ ازیں بعض دینی جماعتیں جنہیں "دینی" کہنے کی بجائے "مذہبی" کہنا زیادہ بہتر ہو گا' ایسی بھی ہیں جن کی بنیاد فرقہ واریت پر قائم ہے۔ ایسی مذہبی جماعتوں کی اصل ترجیح اپنے پیش نظر فرقہ وارانہ خیالات و نظریات کی ترویج و اشاعت ہے۔ یہ جماعتیں صرف اپنے مدارس و مساجد اور مفادات کا تحفظ کر رہی ہیں۔ اگرچہ ایسی مذہبی جماعتیں نفاذ شریعت کی باتیں بھی کرتی نظر آتی ہیں۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلامی نظام کا نفاذ ان جماعتوں کے مقاصد میں شامل ہی نہیں ہے۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں مذہبی جماعتوں کا رول ہنگامی تحریکوں کے ضمن میں تو بہت موثر رہا ہے۔ جیسے ایوب خان کو اقتدار سے ہٹانے میں مذہبی سیاسی جماعتوں کا کردار بہت نمایاں تھا۔ اسی طرح بھٹو کی حکومت کے خاتمے کے حوالے سے مذہبی جماعتوں کا کردار نہایت موثر ہی نہیں بلکہ موثر ترین تھا۔ تاہم ان مذہبی سیاسی جماعتوں کو انتخابی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہو سکی جس کا ایک سبب مذہبی جماعتوں کے باہمی اختلافات ہیں۔ ان جماعتوں کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان جماعتوں نے بحالی جمہوریت کے لئے تو تحریک چلائی لیکن دین کے نفاذ یا کسی دینی مطالبہ کے لئے کوئی تحریک برپا نہیں کی۔ یہاں تک کہ ایوب خان نے مسلم فیملی آرڈیننس نافذ کر دیا جس کی کئی دفعات کے بارے میں تمام مکاتب فکر کی نمائندہ اور چوٹی کی قیادت نے یہ رائے ظاہر کی کہ وہ خلاف اسلام ہیں لیکن ان خلاف اسلام قوانین کی منسوخی کے لئے کبھی کوئی تحریک برپا نہیں کی گئی۔

جہاں تک تنظیم اسلامی کی کوششوں کا ذکر ہے تو میرے خیال میں اسلامی ریاست کے قیام کے حوالے سے تنظیم کا کوئی مؤثر کردار سامنے نہیں آ سکا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دین کا وہ انقلابی تصور' جس کا اجمالی خاکہ شاعرانہ پیرائے میں علامہ اقبال نے پیش کیا تھا اور ان کے بعد اس خاکے میں کچھ رنگ مولانا مودودی نے بھرا تھا' جبکہ اس میں خالص قرآنی اصطلاحات کا اضافہ مولانا امین احسن اصلاحی نے کیا تھا۔ لیکن جماعت اسلامی کے سیاسی ڈگر کو اختیار کر لینے کے باعث اسلام کا انقلابی فکر نہ صرف دھندلا گیا بلکہ اس کی (Credibility) بھی مجروح ہو گئی۔ چنانچہ اس خلاء کے نتیجے میں مذہب کے حوالے سے روایتی تصورات اور ان کی حامل جماعتوں کو ملک میں نمایاں حیثیت حاصل ہو گئی۔

ان حالات میں اس انقلابی فکر کو از سر نو اجاگر اور تازہ کرنا اپنی جگہ نہایت اہم تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنظیم اسلامی کی ۲۵ سالہ کوششوں کے نتیجے میں یہ مقصد کسی نہ کسی درجے میں حاصل ہو چکا ہے۔ چنانچہ اب ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اسلام کے انقلابی نظریات کو ذہناً بھی قبول کر چکے ہیں اور ان کے نفاذ کیلئے عملی جدوجہد کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ لیکن پاکستان جس خوفناک اقتصادی بحران سے دوچار ہے کہ جس میں زندگی کی بنیادی ضروریات کی فراہمی بھی ملک کی عظیم اکثریت کیلئے ایک بہت بڑا مسئلہ بن چکا ہے' ان حالات میں لوگوں کے لئے پیش قدمی کر کے عملاً غلبۂ دین کی جدوجہد میں شرکت کا معاملہ اس رفتار سے آگے نہ بڑھ سکا جو مطلوب تھی۔

تنظیم اسلامی کی ایک خدمت یہ بھی ہے کہ اس نے غلبۂ دین یا اقامت دین کی جدوجہد کے لئے منہاج محمدیؐ کو سیرت مبارکہ سے اخذ کر کے مرتب و مدون کیا اور اسے بڑے وسیع پیمانے پر نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی عام کیا۔ دیگر مسلم ممالک میں برسرکار اسلامی تحریکیں جن کے بارے میں یہ تصور سامنے آتا ہے کہ ان کے سامنے سوائے "بیلٹ" اور "بلٹ" کے اور کوئی راستہ موجود نہیں ہے' ان تک بھی تنظیم اسلامی کی کوششوں سے ہمارا پیغام براستہ امریکہ پہنچ چکا ہے۔ چنانچہ امریکہ میں میرے انگریزی زبان میں خطابات کے ذریعے

اسلام کے بنیادی انقلابی فکر اور منہاج محمدیؐ کو ان ممالک تک بھی پہنچا دیا گیا ہے جہاں اردو زبان نہیں سمجھی جاتی۔

تنظیم اسلامی کی تیسری کامیابی یہ ہے کہ ہم نے جماعت سازی کے لئے تنظیمی اساس کے طور پر بیعت کے مسنون طریقے کو دوبارہ زندہ کیا اور اس کا ڈنکا بہت بڑے حلقے میں بجا دیا۔ مزید برآں بیعت کی بنیاد و اساس پر بننے والی اس تنظیم میں نہ صرف باہمی مشاورت کا نظام قائم کیا گیا بلکہ اختلاف و تنقید تک کے لئے صحت مند طریقہ اور چینل معین کر کے بیعت کو ایک زندہ اور متحرک تنظیمی ہیئت کی شکل دے دی۔ یہ تینوں کام مستقبل میں غلبۂ دین کی جدوجہد کے آگے بڑھنے میں اہم ترین بنیادوں کا کام دیں گے۔

**س** دینی جماعتوں کے قائدین اور کارکنوں سے آپ کی کیا توقعات ہیں؟

**ج** دینی جماعتوں کے قائدین سے مجھے اس بات کی کوئی توقع نہیں ہے کہ وہ جس رخ پر کام کر رہے ہیں اس میں کسی بنیادی تبدیلی کو قبول کر لیں گے۔ البتہ میرے خیال میں اس بات کی توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر کبھی کوئی جماعت یا تنظیم، منہج انقلاب نبویؐ پر عمل کرتے ہوئے راست اقدام، چیلنج یا Active resistence کے مرحلے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی تو اکثر دینی جماعتوں کے کارکن اپنی اپنی جماعتوں کو چھوڑ کر ایسی تحریک کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔

**س** رفقائے تنظیم اسلامی کے نام آپ کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

**ج** تنظیم اسلامی کے رفقاء کو میرا پیغام یہ ہے کہ وہ اپنے پیش نظر ہدف کے بارے میں کامل یکسوئی اختیار کریں اور دوسری جانب ایثارِ مال و وقت میں مسلسل اضافے کی روش پر کاربند ہوں۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "جس شخص کے دو دن برابر رہے وہ خسارے میں رہا"۔ اس فرمان رسالتؐ کی روشنی میں ہم میں سے ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا اس کا جذبہ انفاقِ مال و وقت ترقی پذیر ہے کہ نہیں۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اگر خدانخواستہ معاملہ اس کے برعکس ہو تو پھر اپنی اس کمی کے پورا کرنے کو اپنی اولین ترجیح قرار دے۔


برائے فروخت

انڈسٹریل / کمرشل بلڈنگ رقبہ 10 مرلہ، کوٹ لکھپت انڈسٹریل روڈ لاہور

رابطہ: سردار اعوان (فون: 03-5869501)


# لاہور میں منعقدہ مبتدی تربیت گاہ

## ایک جائزہ۔ چند تاثرات


تحریر: ڈاکٹر احسن نوید


جنوری ۹۹ء کے ندائے خلافت میں شائع شدہ سالانہ پروگرام کے مطابق ستمبر ۹۹ء کی بارہ سے اٹھارہ تاریخ تک مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو، لاہور میں مبتدی تربیت گاہ کا انعقاد ہوا۔ اس میں کل اٹھارہ رفقاء نے شرکت کی، جن میں سے چھ کا تعلق لاہور سے اور تین کا گوجرخان سے تھا۔ ان کے علاوہ کراچی، کوئٹہ، چشتیاں، سرگودھا، شرق پور، نارووال، اسلام آباد، سانگل ہل اور فیصل آباد سے ایک ایک رفیق شامل ہوا۔

ایک ہفتہ پر پھیلے ہوئے اس کورس کے مضامین کو اساتذہ کے حوالے سے چھ گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔

۱) انسان کا مقصد پیدائش، اس کا نصب العین اور احکام الٰہی کی روشنی میں فرد کے دینی فرائض کی وضاحت

۲) ہم عصر اسلامی تحریکوں کے حالات و واقعات کا تنقیدی جائزہ۔

۳) التزام جماعت کی ضرورت، تنظیم اسلامی کی غرض و غایت۔

۴) تحریک رجوع الی القرآن، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے تنظیم اسلامی تک مروجہ سیاسی نظام اور پاکستان

۵) تعارف تنظیم اسلامی، اس کے ذریعہ آنے والے نظام عدل اجتماعی کے خدوخال، انقلابی منشور اور جہاد فی سبیل اللہ کے نو مدارج

۶) انقلابی کارکنوں کے باطنی و خارجی اوصاف

ان تمام موضوعات کو ایک خاص تدریج و ترتیب کے ساتھ مختلف اساتذہ نے پڑھایا جن میں چوہدری رحمت اللہ بٹر صاحب، قیصر جمال صاحب، غلام محمد صاحب، ڈاکٹر عبدالخالق اور امیر محترم بذریعہ کیسٹ شامل ہیں۔ کورس کے نصاب اور موضوعات سے زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا۔ مجھ ناچیز سے لے کر مڈل پاس رفیق تک کو ان موضوعات کا فہم نصیب ہوا۔ ہر چند کہ اس میں شرکاء کی مکمل دلچسپی اور دلی وارفتگی کا بھی عمل دخل ہے، جس کا اندازہ ان کی ان گنت سوالات سے ہوا۔

اس تربیت گاہ کا ایک خاصہ یہ بھی رہا کہ تربیت گاہ میں نائب امیر حافظ عاکف سعید صاحب نے ایک پیریڈ ہمارے ساتھ گزارا۔ ملتزم تربیت گاہ میں تو ان کے لیکچرز ہوتے رہتے ہیں لیکن کسی بھی مبتدی تربیت گاہ میں اس طرح کی ان کی پہلی شرکت تھی۔ انہوں نے انفرادی تعارف کے علاوہ بیعت کی اہمیت پر مختصر لیکچر دیا۔ مزید برآں تمام رفقاء نے نماز جمعہ مسجد دارالسلام میں ادا کی اور امیر محترم کا خطاب جمعہ سنا۔ بعد ازاں تمام رفقاء کا قرآن اکیڈمی میں ڈاکٹر صاحب سے انفرادی تعارف بھی ہوا۔

### تاثرات

فروری ۹۹ء سے اب تک مختلف مواقع پر میں نے مبتدی رفقاء کی تنظیم میں شمولیت کے اسباب پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اکثر حضرات امیر محترم کے دورۂ ترجمہ قرآن کو سن کو شمولیت اختیار کرتے ہیں یا پھر ڈاکٹر صاحب کی کوئی تقریر، آڈیو یا ویڈیو کیسٹ سن کر مائل ہوتے ہیں۔ جبکہ امیر محترم کے مخصوص فکر تک قابل ذکر رسائی اسرہ کی میٹنگ اور دعوتی و تبلیغی اجتماعات میں بھی نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب کے فکر کا مکمل وضاحت کے ساتھ تعارف صرف تربیت گاہ ہی میں ہونا ممکن ہے۔ علم و آگاہی اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ چنانچہ جب تک اس فکر سے آگاہی نہ ہو عمل کی بنیاد کمزور ہی رہتی ہے۔ الغرض میرا تجربہ تو یہی ہے کہ تمام مبتدی رفقاء کو ایسی تربیت گاہ جلد از جلد اختیار کرنی چاہئے تاکہ وہ Clear Minded اور Clear Hearted ہو کر تنظیمی کام کرنے کے قابل ہو سکیں۔ آخر میں سورۂ انفال کی ساٹھویں آیت کے اس ٹکڑا کا ترجمہ پیش کرنا چاہوں گا:

"اور تیار رکھو، جو تم سے ہو سکے، قوت میں سے اور پلے ہوئے گھوڑوں میں سے۔ اس سے تم دھاک بٹھاؤ اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اور اس کے سوا دوسروں پر۔"

اکثر مفسرین نے یہاں قوت سے مراد قوت بازو یا ہتھیار لئے ہیں۔ مگر مصحف میں صرف قوت کا لفظ آنے کی جو حکمت میرے ذہن میں آتی ہے وہ یہ کہ اس قوت بازو کے پیچھے ایک قوت فکر بھی پنہاں ہے۔ اور اس فکر کے نفاذ کے لئے قوت بازو لازماً درکار ہو گی۔ لہٰذا قوت سے دونوں مطالب بھی لئے جا سکتے ہیں۔

وہ قوتِ فکر، جس کی حامل تنظیم اسلامی ہے، اس کو حاصل کرنے کا بڑا ذریعہ ایسی تربیت گاہیں ہی ہو سکتی ہیں۔ جن کا انعقاد وقفے وقفے سے ہوتے رہنا ضروری ہے اور ان میں شرکت کا اہتمام کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح قوت فکر کا حامل اور اپنے دین کے لئے قوت بازو بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

# ”محض تبلیغ سے کوئی ظالمانہ نظام آج تک بدلا ہے نہ قیامت تک بدلا جا سکے گا“

## توسیع دعوت کے سلسلے میں تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کی جانب سے ایک عمومی مراسلہ جو رفقائے تنظیم نے گھر گھر جا کر تقسیم کیا

مکرمی ——————— السلام علیکم

آپ کے علم میں ہے کہ آج دنیا بھر میں پوری امت مسلمہ کے حالات کسی طرح قابل رشک نہیں ہیں' لیکن مسلمانانِ پاکستان تو اس وقت جس کرب ناک صورتحال سے دوچار ہیں وہ کسی شعلہ بیانی کی محتاج نہیں! بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی حیثیت ایک امریکی مہرے کی سی ہے جسے وہ اپنے مفادات کے تحت آگے پیچھے کرتا رہتا ہے۔ کبھی پیار اور چمکار سے اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ اور دھونس سے۔ سوال یہ ہے کہ ہم آج اتنے ذلیل و خوار کیوں ہو رہے ہیں؟ ایک طرف ہمارے حکمران کلنٹن کے پاؤں میں اپنی دستار رکھ کر امن کی بھیک مانگ رہے ہیں اور دوسری طرف عوام بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر خودکشی اور خودسوزی پر اتر آئے ہیں۔ اس سوال کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ قیام پاکستان کے وقت اس ملک میں نفاذ اسلام کا جو وعدہ ہم نے اپنے اللہ سے کیا تھا' ہم اس سے منحرف ہو گئے ہیں جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے!

برادر محترم! اگرچہ ہم نے بہت دیر کر دی ہے لیکن ابھی مہلت ختم نہیں ہوئی۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم کو یہ طے کرنا ہو گا کہ ہم پاکستان کو جدید اسلامی فلاحی ریاست بنانے کیلئے اپنا تن من دھن لگا دیں گے۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ پاکستان میں نفاذ اسلام کیلئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟ کیا انتخابات کے ذریعے اقتدار حاصل کر کے اسلام نافذ کیا جائے' بلٹ اور تشدد کا راستہ اختیار کیا جائے یا تبلیغی کوششیں جاری رکھ کر ایک صالح معاشرے کے وجود میں آنے کا انتظار کیا جائے۔ ہماری باون سالہ تاریخ گواہ ہے کہ یہ سب طریقے آزمائے جا چکے ہیں اور حالات ہیں کہ بہتر ہونے کے بجائے بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ اس لئے کہ انتخابات سے محض چہرے بدلتے ہیں فرسودہ اور استحصالی نظام نہیں بدلتا۔ جبکہ تشدد سے انتشار اور لاقانونیت جنم لیتی ہے۔ پند و نصیحت اگرچہ افراد میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے لیکن محض تبلیغ سے کوئی ظالمانہ نظام نہ آج تک بدلا جا سکا ہے نہ قیامت تک بدلا جا سکے گا۔ کیونکہ اگر محض دعوت و تبلیغ سے یہ کام ہو سکتا تو کم از کم رحمۃ للعالمین کو تلوار ہاتھ میں نہ لینا پڑتی۔ گویا سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس ملک میں نفاذ اسلام اور صالح معاشرہ کے قیام کیلئے اب تک جتنی کوششیں کی گئیں تمام تر خلوص کے باوجود انہیں کامیابی کیوں حاصل نہیں ہوئی؟ اس کا واحد جواب یہی ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ اور وہ کمی یہ ہے کہ ہم ملک میں دین کے نفاذ کیلئے تمام طریقے استعمال کرنے کو تیار ہیں مگر حضور ﷺ کے انقلابی طریقہ کار کو اختیار نہیں کر رہے ہیں۔

برادر محترم! جس طرح قرآنِ حکیم میں نماز اور زکوٰۃ کا بار بار حکم آیا ہے لیکن ہمیں زکوٰۃ کی ادائیگی کا طریقہ اور نماز پڑھنے کا سلیقہ نبی اکرم ﷺ نے سکھایا اور ہم اس پر عمل کرتے ہوئے نماز پڑھتے اور زکوٰۃ تو ادا کرتے ہیں لیکن اقامت دین کے قرآنی حکم (دین کو قائم کرو۔ سورۂ شوریٰ آیت ۱۳) ہم نبی اکرم ﷺ کے طریقے پر نہیں بجالاتے۔ یعنی یہ کہ ہر فرد پہلے اپنی ذات پر اسلام نافذ کرے پھر اپنے گھر اور اپنے دائرۂ اختیار میں اسلامی طرز حیات اپنائے۔ اگلے قدم کے طور پر کسی کو اپنا امیر تسلیم کر کے خود کو سمع و طاعت کی لڑی میں پرو دے۔ اور جماعتی نظم کے تحت تربیت حاصل کرے تاکہ معاشرے کے مخالفانہ ردعمل کو صبر و تحمل سے برداشت کر سکے۔ اس دوران جہاد باللسان جاری رہے تاآنکہ وہ وقت آ جائے کہ وسیع پیمانے پر افرادی قوت مہیا ہو جائے اور وقت کے منکرات کو چیلنج کیا جا سکے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو نفاذ اسلام کیلئے کفار سے مقابلہ درپیش تھا۔ لہٰذا آخری مرحلہ میں کھلم کھلا جنگ ہوئی لیکن آج پاکستان میں اسلامی انقلاب کے کارکنوں کا مقابلہ ظالمانہ اور استحصالی نظام کے ان رکھوالوں سے ہو گا جو بہرحال مسلمان ہیں۔ لہٰذا موجودہ دور میں اسلامی انقلابی جماعت کے کارکن عدم تشدد کے اصول پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے انتہائی پرامن انداز میں احتجاج کے ذریعے فرسودہ اور استحصالی نظام کو مفلوج کر دیں گے۔ انقلابی جماعت کے کارکن ہر قسم کا تشدد خود برداشت کریں گے لیکن ہاتھ نہیں اٹھائیں گے اور نہ کوئی توڑ پھوڑ کریں گے۔ کیونکہ یہ لوگ جانی و مالی قربانی اپنے ذاتی مفاد کیلئے نہیں بلکہ دین کی خاطر دے رہے ہوں گے۔ آخر کار عوام کی خاموش اکثریت بھی ان کی ہمنوا بن جائے گی چنانچہ ظالمانہ نظام کے محافظ ان پر طویل مدت تک تشدد نہیں کر سکیں گے۔ اور اسلامی انقلابی جماعت کے کارکن اپنے صبر اور استقلال سے انقلاب کا راستہ استوار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ (انشاء اللہ العزیز)

برادر محترم! تنظیم اسلامی اسی نبویؐ طریق کار کے مطابق ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے کوشاں ہے۔ جس کے امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد ہیں۔ تنظیم اسلامی مروجہ مفہوم کے اعتبار سے نہ کوئی سیاسی جماعت ہے نہ مذہبی فرقہ بلکہ ایک اسلامی انقلابی جماعت ہے۔ جو اوّلاً پاکستان اور بالآخر ساری دنیا میں دین حق یعنی اسلام کو غالب کرنا چاہتی ہے۔ تنظیم اسلامی کو اپنے اس موقف پر محکم یقین ہے کہ اگر پاکستان میں دین اسلام کے نفاذ کے ضمن میں نبویؐ طریق کو اپنایا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان میں حقیقی اسلامی انقلاب نہ آ سکے۔

آپ سے درخواست ہے کہ مذکورہ بالا حقائق پر غور فرمائیں اور اگر اس نتیجے پر پہنچیں کہ ہمارے روشن مستقبل اور ہماری اُخروی نجات کا پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں تو اس کام کیلئے ہمارا ساتھ دیں۔ کیونکہ یہ کام کسی ایک فرد کے بس کا نہیں۔ اس کیلئے ہم سب کو مل کر جدوجہد کرنا ہو گی اور اگر آپ کو اس سلسلے میں کسی وضاحت کی ضرورت محسوس ہو تو بلا جھجک مندرجہ ذیل پتے پر رابطہ کریں۔ اِن شاء اللہ جلد از جلد میں یا میرے کوئی ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مطلوبہ وضاحت پیش کرنے میں خوشی محسوس کریں گے۔

خیراندیش

مرزا ایوب بیگ' امیر تنظیم اسلامی حلقہ لاہور

۴۔اے' مزنگ روڈ' لاہور (فون: 3758970-3711668)

# قرآن کالج فار گرلز کی افتتاحی تقریب

اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے انجمن خدام القرآن کے تحت کئی سالوں سے قرآن کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے مختلف پروگرامز ہو رہے ہیں۔ ۱۹۸۷ء میں اسی مقصد کے لئے قرآن کالج فار بوائز قائم کیا گیا۔ جس میں طلبہ کو بورڈ اور یونیورسٹی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بنیادی دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ بہرحال ایک کمی کا احساس تھا کہ اس ادارے کے تحت قرآن کالج برائے طالبات کا آغاز بھی کیا جائے تاکہ لڑکیاں' جن کو اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے' صحیح طور پر تعلیم حاصل کریں یعنی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کے زیور سے بھی آراستہ ہوں۔

اللہ کا شکر ہے کہ محدود وسائل کے باوجود قرآن کالج برائے طالبات کا آغاز یکم ستمبر ۱۹۹۹ء کو ہو گیا۔ آغاز میں اگرچہ طالبات کی تعداد کم ہے لیکن امید ہے کہ خدا کے فضل سے یہ پودا برگ و بار لائے گا اور تناور درخت بن کر جلد ہی لہلہانے لگے گا۔

یکم ستمبر صبح نو بجے قرآن کالج برائے طالبات کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں تمام طالبات' اساتذہ اور دیگر مہمان خواتین نے شرکت کی۔ تقریب کا آغاز اسی کالج کی طالبہ انیسہ عبدالخالق نے سورۂ رحمٰن کی آیات کی تلاوت سے کیا۔ تقریب کی صدارت بیگم ڈاکٹر اسرار احمد نے کی جو تنظیم اسلامی حلقہ خواتین کی ناظمہ ہیں' کالج کی پرنسپل محترمہ سعیدہ اختر صاحبہ ہیں۔ تلاوت کے بعد ایک بچی طوبیٰ اسعد نے کلام اقبال سنا کر حاضرات کے دلوں کو گرمایا۔

بعد ازاں محترمہ ناظمہ صاحبہ نے اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ قرآن کالج کے قیام کا مقصد طالبات کو قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنا اور انہیں زندگی کے اصل مقصد سے روشناس کرانا ہے۔ عام طور پر ہمارے ذہنوں میں زندگی کا مقصد صرف کھانا پینا اور پہننے اوڑھنے میں فیشن پر سبقت لے جانا ہے جبکہ قرآن مجید کہتا ہے کہ یہ دنیا' سورج' چاند' ستارے اور سب کچھ جو کائنات میں ہے وہ انسان کے لئے ہے اور انسان کو بندگی رب کے لئے بنایا گیا ہے۔ آپ سب طالبات نے صحیح طور پر قرآن کے پیغام کو سمجھنا ہے اور سمجھ کر پوری طرح عمل کی کوشش بھی کرنی ہے۔

محترمہ ناظمہ صاحبہ کے افتتاحی کلمات کے بعد اس کالج کی اساتذہ کو تعارف کروانے کا کہا گیا۔ سب سے پہلے محترمہ طاہرہ خان نے اپنا تعارف کرایا انہوں نے اسلامیات میں ایم۔ اے کیا ہے۔ وہ اسلامیات لازمی پڑھائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا کالج اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ پوری قرآن کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق طالبات کو تعلیم دے گا اور یہاں سے جو طالبات تعلیم حاصل کر کے نکلیں گی وہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ثابت ہوں گی۔ اللہ کرے ہم اس شعر کی مصداق بن جائیں ؎

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں میں اسی لئے نمازی

اس کے بعد محترمہ سمیعہ خان نے اپنا تعارف کروایا جو انگلش پڑھائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ آج کل پاکستان میں انگلش کی تعلیم کو ایک بڑا مسئلہ بنا لیا گیا ہے۔ میری کوشش ہو گی کہ اس مسئلہ کو بہتر طور پر حل کر سکوں۔

محترمہ امینہ منعم صاحبہ اسلامیات اختیاری کی ٹیچر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرا تو مضمون ہی ایسا ہے کہ اس میں دینی تعلیم شامل ہے لیکن ہر قسم کے علم کو اگر قرآنی سانچے میں ڈھالا جائے اور قرآن کے ساتھ تعلق جوڑا جائے تو وہ علم نہ صرف مفید بلکہ باعث اجر بھی ہوتا ہے۔

محترمہ امت المعطی صاحبہ نائب ناظمہ تنظیم اسلامی حلقہ خواتین جو قرآن حکیم کا منتخب نصاب پڑھائیں گی' نے سورۂ رحمان کی ابتدائی چار آیات بہت دلنشین انداز میں بیان کیں۔ انہوں نے کہا کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے علم کا خزانہ بند کیا ہوا ہے۔ پہلی آیت میں ﴿ اَلرَّحْمٰنُ ﴾ اللہ کا چوتھی کا نام اور صفت رحمت ہے جس کی ہمیں ہر لمحہ ضرورت ہے —— ﴿ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴾ یعنی اللہ نے تمام علوم کا منبع و سرچشمہ علم القرآن کی تعلیم انسان کو دی ﴿ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴾ اس کائنات کی تمام مخلوقات میں چوتھی کی مخلوق جس کے آگے فرشتوں کو جھکا دیا' کو پیدا کیا۔ ﴿ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴾ تمام صلاحیتوں میں چوتھی کی صلاحیت اظہار مافی الضمیر سے اُسے نوازا۔ اور اس بہترین صلاحیت کا بہترین مصرف قرآن کو سیکھنا اور سکھانا ہے۔

کالج کی پرنسپل صاحبہ نے اپنے اختتامی کلمات میں کہا کہ ہر کالج کا ایک مقصد ہوتا ہے اور اللہ کا ہزار شکر ہے کہ ہمارے کالج کا مقصد حصول علوم القرآن ہے۔ ہماری زندگی کی بنیادی تعلیمات اسلامی اگرچہ کورس کی کتابوں میں درج ہیں لیکن آج کل طالبات اس کو صرف پیپر دینے کے لئے ذہنوں میں بٹھاتی ہیں اور پیپر دے کر جھاڑ دیتی ہیں جبکہ ہم نے ان تعلیمات کو اپنی زندگی میں شامل کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کالج میرے ایک خواب کی تعبیر ہے! میں نے ۴ سال قبل خواب دیکھا کہ امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے مجھے ایک بڑے اجتماع کے لئے چائے بنانے کا کہا اور بار بار اصرار کر کے کہا کہ یہ چائے تم ہی بناؤ گی۔ میں نے کسی سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہ کہ شاید خدا نے تم سے تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے کوئی دین کی خدمت لینی ہے۔ تو اب جب اس کالج کے آغاز کا فیصلہ کیا گیا اور مجھے پرنسپل کی ذمہ داری سونپی گئی تو گویا مجھے اپنے خواب کی تعبیر مل گئی۔ اللہ کرے کہ میں اس ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھا سکوں۔ آخر میں محترمہ ناظمہ صاحبہ نے اختتامی دعا کرائی اور پھر تمام حاضرات کی تواضع کی گئی۔ مقررہ وقت پر تقریب کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : امت المحیی)


## ضرورت رشتہ

رفقائے تنظیم کے خاندانوں سے تعلق رکھنے والی مندرجہ ذیل دوشیزاؤں کیلئے تعلیم یافتہ اور دینی مزاج گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ رفقائے تنظیم یا ان کے خاندانوں کو ترجیح دی جائے گی۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

۱) ۳۲ سالہ لیڈی لیکچرار' فوجی فاؤنڈیشن کالج' ایم ایس سی (اکنامکس)

۲) ۳۱ سالہ ایم اے انگلش (فائنل ایئر)

۳) ۲۷ سالہ' سید' بخاری' ایم اے' بی ایڈ' لیڈی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول

۴) ۲۵ سالہ' ایم اے (پاکستان سٹڈیز) سواتی پٹھان

رابطہ : ابو عمران' دفتر تنظیم اسلامی حلقہ پنجاب شمالی 8/4-ا سلطان سٹریٹ' فیض آباد ہاؤسنگ سکیم' اسلام آباد

سید سنی مرد' عمر ۴۰ سال' تعلیم ایف اے' ذاتی مکان' زرعی زمین' کاروبار کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

☆ ☆ ☆

۲۴ سالہ' سید سنی فیملی سے تعلق' ایم اے اسلامیات لڑکی کے لئے سید سنی فیملی سے مناسب رشتہ درکار ہے۔ رابطہ فون : 890337

☆ ☆ ☆

دینی مزاج کے حامل اٹھائیس سالہ سول انجینئر برسرروزگار ملتزم رفیق تنظیم اسلامی کے لئے مناسب رشتہ درکار ہے۔

رابطہ : معرفت میجر (ر) فتح محمد' امیر حلقہ سرحد ۱۸۔ اے ناصر مینشن شعبہ بازار پشاور 214495

☆ ☆ ☆

## بقیہ : تجزیہ

آخری حربے کے طور پر استعمال کرنا چاہئے۔

مزید برآں سیاستدانوں میں اب تک رواں دواں خون گندا تو تھا ہی اب بہت پرانا بھی ہو چکا ہے سیاست میں اب جوان اور نئے خون کی ضرورت ہے لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آئندہ کے لئے کوئی سابقہ قومی و صوبائی اسمبلی' یا سینٹ کا رکن الیکشن نہ لڑ سکے۔ یہ پابندی تو ان اراکین پر بھی ہو جو کسی بدعنوانی میں ملوث نہیں البتہ جو اراکین بدعنوان اور بددیانت ثابت ہوں' ان پر یہ پابندی خاندانی سطح پر ہونی چاہئے اس لئے کہ اکثر و بیشتر اراکین اسمبلی نے اپنے خاندان ہی کو بھرپور فائدے پہنچائے۔

فوجی حکومت یہ تمام امور کم از کم مدت میں نپٹائے۔ راقم کی رائے میں ان امور کی انجام دہی کے لئے کم از کم ۱۸ ماہ اور زیادہ سے زیادہ ۲ سال درکار ہیں۔ فوجی حکمرانوں کی نیک نیتی کا تعین اس مدت سے کیا جائے گا جو وہ اس کام کی انجام دہی میں لگاتے ہیں یعنی یہ شائبہ تک نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اقتدار کو طول دینے کے لئے حیلے بہانے تراش رہے ہیں اور جان بوجھ کر مختلف امور کی انجام دہی میں دیر کر رہے ہیں۔ راقم کی نواز شریف کے ساتھ کوئی ذاتی پرخاش نہیں تھی اتنے چھوٹے آدمی کو تو نقصان پہنچانا بھی اس کے لئے غیر ضروری اور غیر اہم ہو گی۔ صرف یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کی پالیسیاں ملک اور قوم کے لئے نقصان دہ ہیں اور ایسا شاہانہ انداز اس غریب قوم کو وارا نہیں کھائے گا۔ پھر یہ دیکھتے ہوئے کہ دین اسلام کے نفاذ کے حوالے سے بھی اس کا رویہ منافقانہ ہے' اس کے خلاف قلمی جہاد کیا۔ البتہ ندائے خلافت کی فائل گواہ ہے جب کبھی اس سے کوئی اچھا کام سرزد ہو گیا۔ راقم نے اس کی تعریف میں کبھی بخل سے کام نہیں لیا اب بھی موجودہ حکمران اگر ملک و قوم کے مفاد میں کام کریں تو ٹھیک ہے وگرنہ بصورت دیگر یہ قلمی جہاد ان شاء اللہ جاری رہے گا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حق کہنے اور حق لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## بقیہ : منبر و محراب

ہیں جبکہ مکہ میں آپ کے قتل کی منصوبہ بندی ہو چکی ہے۔ یہ راستہ اللہ نے کھولا اور مسلمانوں کو مدینہ میں مرکز عطا فرمادیا۔

مختصر یہ کہ جو اس کے دین کے لئے تکلیفیں جھیلتے ہیں' تن من دھن لگاتے ہیں' دنیا کے اعلیٰ کیریئر چھوڑ دیتے ہیں' روکھی سوکھی پر گزارہ کرتے ہیں' لیکن اللہ کے دین کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں' وہی ہیں کہ جو غلبہ و اقامت دین کی راہ کے سچے مسافر ہیں' انہیں نتیجے کی پرواہ نہیں ہوتی' نتیجہ نکلے نہ نکلے' وہ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے لئے نتیجہ آخرت ہے یہ دنیا نہیں ہے' اگر اس دنیا میں بھی ہماری جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہو جائے تو یہ بونس ہے۔ لیکن اصل کامیابی تو آخرت میں نجات پانا اور اللہ کی رضا کا حاصل ہو جانا ہے۔

تاہم خلافت کا نظام اس وقت قائم ہو گا' جب کچھ لوگ اس کے لئے جانیں دیں گے اور اپنی ہڈیوں کا چورا اس کی بنیاد میں ڈالیں گے کیونکہ اس کی خبریں صحیح احادیث میں آئی ہیں کہ قیامت سے قبل پوری دنیا میں اللہ کا دین غالب ہو گا۔ ہماری زندگی میں نہ سہی تو اگلی نسل کی زندگی میں کل روئے ارضی پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو کر رہے گی۔ لیکن خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کے لئے اپنا تن من دھن وقف کر دیں۔

☆ ☆ ☆ ☆

## ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

### نعیم اختر عدنان

☆ اے میرے خدا' مجھے قوم سے دیانت داری اور وفاداری نبھانے اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کی صلاحیت عطا فرما (جنرل پرویز مشرف)

✪ آمین' ثم آمین یا رب العالمین

☆ سرتاج عزیز کی طرف سے وعدہ معاف گواہ بننے کی درخواست (ایک خبر)

✪ "بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے"

☆ نیشنل سیکورٹی کونسل کے قیام سے میری خواہش پوری ہوئی۔ (اعجاز الحق)

✪ آپ کی کئی اور تشنہ خواہشیں بھی پوری ہونے کی توقع پیدا ہو گئی ہے۔

☆ ٹیکس چوروں اور قرضہ خوروں کو ایک ماہ کی مہلت۔ (آرمی چیف کا اعلان)

✪ ورنہ دمادم مست قلندر کے بعد سب جیل کے اندر ہوں گے۔

☆ فوجی حکومت سے تعاون کو تیار ہوں۔ (بے نظیر)

✪ آپ کا اور سابق مرد اول کا مفاد اسی میں ہے!

☆ جماعت اسلامی جمعۃ المبارک کی چھٹی کی بحالی کے لئے مہم چلائے گی۔ (ایک خبر)

✪ کارکنوں کو متحرک رکھنے کے لئے اس سے "بہتر" اور "محفوظ" راستہ اور کیا ہو گا!

☆ جنرل پرویز مشرف اسلامی نظام نافذ کریں۔ (لشکر طیبہ)

✪ ہر حکمران سے کیا جانے والا مطالبہ!

☆ پاکستانی قوم مہذب اور عقلمند ہے۔ (ڈاکٹر کے کے حیدر صدیقی)

✪ مقام شکر ہے کہ کسی نے تو قوم کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔

☆ ایک اندھا' دوسرا گونگا' تیسرا بہرہ ہے کسے صدر منتخب کریں۔ (انڈونیشیا کے صدارتی امیدواروں پر تبصرہ)

✪ "اندھوں میں کانا راجا" کے مشہور محاورے کی روشنی میں فیصلہ کرنا چنداں مشکل نہ ہو گا

☆ اسلامی جمعیت طلبہ کی ریلی منسوخ نہیں ملتوی کی گئی ہے۔ (ترجمان اسلامی جمعیت طلبہ)

✪ ملک کے آئین کی طرح۔


## ضرورت رشتہ

رفیق تنظیم' تعلیم میٹرک' عمر ۳۸ سال' ابوظہبی میں ملازم کو بوجہ گھریلو ناچاقی دوسری شادی کے لئے باپردہ' نیک خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ پہلی بیوی سے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

۱۷ سالہ ایف اے پاس' اردو اسپیکنگ' رفیقہ تنظیم اسلامی سے وابستہ بیٹی کے لئے مناسب رشتہ مطلوب ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔

رابطہ : معرفت سردار اعوان' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

☆ ☆ ☆

# ”خلافت کیا ہے اور کیسے قائم کی جا سکتی ہے؟“

## امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کا خطاب

تحریک خلافت پاکستان نے صوفی سوپ اینڈ کیمیکل انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ کے تعاون سے ۱۴/اکتوبر ۹۹ء بروز سوموار بعد نماز مغرب فور سیزن ہال شارع فاطمہ جناح' نزد قرطبہ چوک میں امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد کے خطاب کا اہتمام کیا۔ خطاب کا موضوع تھا: ”خلافت کیا ہے۔ اور کیسے قائم کی جا سکتی ہے؟“ پروگرام کے آغاز میں تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری مقبول احمد نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد حافظ عابد ندیم نے کلام اقبال پیش کیا۔ سٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری تحریک خلافت پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق قمر نے ادا کی۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنے خطاب میں فرمایا: میری آج کی گفتگو کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ قیامت سے قبل خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام سے متعلق آنحضور ﷺ کی پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے۔ مسند احمد بن حنبلؒ کی حدیث جو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے امت مسلمہ کی تاریخ کے پانچ ادوار گنوائے ہیں۔ پانچویں اور آخری دور کو حضورؐ نے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ' یعنی نبوت کے نقش قدم پر خلافت کا دور قرار دیا ہے۔ گویا قیامت سے پہلے خلافت راشدہ کا دور دوبارہ آئے گا۔ اور نظام خلافت قائم ہو کر رہے گا۔ جبکہ حضرت ثوبانؓ کی روایت جسے مسلم' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے' اس کے مطابق حضورؐ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ اہل اسلام کا اقتدار کرۂ ارض کے کونے کونے پر قائم ہو گا۔ اسی طرح حضرت مقدادؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: ”روئے زمین پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر رہ جائے گا اور نہ اونٹ کے بالوں کا بنا ہوا خیمہ' جس میں اللہ کلمہ اسلام کو داخل نہ کر دے“۔ ان دو احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب جو نظام خلافت آئے گا وہ گلوبل ہو گا۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے فرمایا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جب نظام خلافت قائم ہوا' تو اولاً جزیرہ نمائے عرب میں قائم ہوا' پھر وہاں سے تین اطراف میں پھیلا' اب بھی یہی ہو گا کہ کسی ایک ملک' یا علاقے سے اس کا آغاز ہو گا اور پھر یہ کل روئے ارضی پر قائم و نافذ ہو جائے گا۔ لیکن وہ علاقہ یا خطہ کون سا ہو گا جہاں سے خلافت کا آغاز ہو گا' احادیث میں اس طرف بھی اشارہ ملتا ہے۔ احادیث میں عرب کے مشرقی علاقہ خراسان کا ذکر ملتا ہے۔ خراسان کے علاقہ میں افغانستان' موجودہ پاکستان کا کچھ حصہ اور ایران کا ”صوبہ خراسان“ شامل تھے۔ لہٰذا امید ہے کہ اسی خطے یعنی پاکستان' ایران اور افغانستان سے عالمی خلافت کا آغاز ہو گا۔

میری آج کی گفتگو کا دوسرا حصہ سلطنت خداداد پاکستان کے مرثیے پر مشتمل ہے۔ پاکستان کا قیام معجزے سے کم نہیں تھا۔ کیونکہ پاکستان کے قیام کی کوئی امید نہیں تھی۔ دراصل اللہ نے یہ پاکستان ہمیں آزمانے کے لئے دیا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں؟ پاکستان کے قیام کے بعد قرارداد مقاصد کا منظور ہونا اور ملک کے اسلامی دستور کی تیاری کے کے سلسلے میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کا ۲۲ نکات پر متفق ہو جانا بھی معجزہ تھا۔ لیکن دینی جماعتوں نے کشاکش اقتدار اور انتخابات کی سیاست میں چھلانگ لگا کر اسلام کو پارٹی ایشو بنا دیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نفاذ اسلام کی منزل سے دور ہوتے گئے۔ چنانچہ قیام پاکستان کے وقت اللہ سے نفاذ اسلام کے کئے گئے وعدے کی خلاف ورزی کی سزا میں آج ہمارا یہ حال ہے کہ ملک کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ ہماری جان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی مٹھی میں ہے۔ امریکہ ہمارا ملجا و ماویٰ بن چکا ہے۔ کرگل میں فتح کے باوجود ہمیں ذلت اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ ان حالات میں اگر ہم نے اپنے رخ کو درست نہ کیا اور یہاں نظام خلافت کے قیام میں مزید تاخیر کی تو یہ ملک ختم ہو جائے گا۔

اب آیئے گفتگو کے تیسرے حصے کی طرف' یعنی خلافت کیا ہے اور کیسے قائم کی جا سکتی ہے؟ خلافت سے مراد ہے ”اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت“ جبکہ اس حکومت میں بندہ' اللہ کے نائب یا خلیفہ کی حیثیت سے اس کے دیئے ہوئے اختیار کو اس کی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ جب تک نبوت تھی نبی ہی اللہ کا نمائندہ اور خلیفہ ہوتا تھا۔ جیسے ۱۴۰۰ برس تک بنی اسرائیل کے سیاسی معاملات انبیاء کے ہاتھ میں رہے ہیں۔ مدینہ میں جب اسلامی حکومت قائم ہوئی تو حضور اکرم ﷺ ہی خلیفہ تھے۔ حضور ﷺ چونکہ اللہ کے آخری نبی اور رسول تھے اس لئے آپؐ کے پردہ فرمانے کے بعد اب شخصی خلافت ختم ہو گئی اور اس کی جگہ اجتماعی خلافت نے لے لی۔ اب خلیفہ مسلمانوں کی مشاورت سے منتخب ہو گا۔

یہاں یہ خلافت کیسے قائم ہو سکتی ہے؟ ایک تو یہ کہ اللہ اپنے دست قدرت سے کسی معجزے کا ظہور فرما دے اور یہاں اسلامی نظام قائم ہو جائے۔ جیسے ایران میں شاہ کی حکومت ختم ہوئی اور انقلاب برپا ہو گیا۔ یہی افغانستان میں ہوا کہ اللہ نے طالبان کو اسلامی حکومت کے قیام کا موقع دے دیا۔

دوسرا راستہ وہی ہے جو نبی اکرمؐ نے اختیار فرمایا تھا۔

تحریک خلافت پاکستان کے زیر اہتمام فور سیزن ہال لاہور میں امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان محترم ڈاکٹر اسرار احمد خطاب فرما رہے ہیں۔

ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان عبدالرزاق قمر اور تنظیم اسلامی حلقہ لاہور کے امیر مرزا ایوب بیگ بھی سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

یعنی پہلے کچھ لوگ تیار ہوں جن کے دلوں میں اس درجہ ایمان راسخ ہو چکا ہو کہ وہ ہر قربانی کیلئے تیار ہوں اور اپنی ذات پر دین نافذ کر چکے ہوں۔ پھر ایسے لوگ ایک جماعت کی صورت میں منظم ہوں۔ ابتداء میں وہ جماعت خیر کی دعوت دے، نیکی کا حکم کرے اور بدی سے زبان کے ذریعے روکے۔ یہ جمعیت جب طاقتور ہو جائے تو اب ہاتھ سے بدی کو روکے کہ ہم یہ منکرات نہیں چلنے دیں گے، لیکن یہ پرامن انداز میں ہو گا۔ یعنی جماعت کے لوگ اپنی جان دینے کو تو تیار ہوں گے لیکن کسی کی جان لیں گے نہیں۔ توڑ پھوڑ نہیں ہو گی۔ اور یوں اقامت دین کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

لہٰذا اب بھی وقت ہے۔ اگر ہم توبہ کر لیں اور خود اپنے وجود پر دین نافذ کر کے ملک میں اس طریقے کے مطابق جدوجہد کریں تو پاکستان میں یہ نظام قائم ہو سکتا ہے، لیکن اس کیلئے سب سے پہلے ہمیں خود کو بدلنا ہو گا۔

(رپورٹ : فرقان دانش خان)

## سکھر تنظیم کا ایک روزہ پروگرام

پروگرام کے مطابق رفقاء اور احباب ۱۳/ اگست ۹۹ء نماز مغرب سے پہلے ریلوے کلب میں آ چکے تھے اور وہیں نماز مغرب باجماعت امیر تنظیم سکھر جناب غلام محمد سومرو کی امامت میں ادا کی گئی۔

نماز مغرب کے فوراً بعد اجتماع شروع ہوا جس میں ۱۵ رفقاء اور ۱۳/ احباب نے شرکت کی۔

سب سے پہلے مقامی امیر سومرہ صاحب نے تعارفی خطاب کے ذریعے اس دنیا اور انسان کے پیدائش کی غرض و غایت، انبیاء و رسل کے آنے کا مقصد اور ختم نبوت کے تقاضے اور اقامت دین کی جدوجہد کی فرضیت اور تنظیم اسلامی کا پس منظر اور تناظر بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ اقامت دین نہ تو الیکشن کے ذریعے اور نہ تخریب کاری کے نتیجے میں ممکن ہو سکے گا۔ یہ کام صرف اور صرف رسول ﷺ کی منہج پر ہو سکتا ہے۔ اس آدھ پون گھنٹے کے خطاب کے بعد دعاؤں کے متعلق ڈیڑھ، دو گھنٹوں پر محیط نشست شروع ہوئی۔ غلام محمد سومرہ صاحب نے، خالد محمود سومرہ، عرفان اور الطاف صاحبان کی مدد سے اس نشست کو منعقد کیا۔

افتتاحی خطاب اور دعاؤں کے متعلق پروگراموں کو بہت پسند کیا گیا اور حاضرین پر اس کا اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد آرام کا وقفہ تھا۔ ناشتہ کے بعد تجوید اور آخری پارہ کی سورتوں کو یاد کرنے کا پروگرام تھا۔ آخر میں امیر محترم کی ڈھائی گھنٹوں پر محیط اقامت دین کی جدوجہد میں سست روی کے اسباب کے موضوع پر خطاب کی آڈیو کیسٹ سنی گئی۔ اس طرح یہ اجتماع نماز ظہر سے پہلے اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : منظور احمد)

☆ ☆ ☆ ☆

## تنظیم اسلامی فیصل آباد
## شرقی و غربی کا شب بسری پروگرام

تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی و غربی کے زیر اہتمام مسجد العزیز پیپلز کالونی فیصل آباد میں شب بسری کا پروگرام ہوا۔ جس میں مجموعی طور پر ۱۶ رفقاء اور درس قرآن کی محفل میں ۱۲/ احباب نے شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد سورۃ الحجرات کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا۔ نماز عشاء کے بعد سید کفیل احمد ہاشمی صاحب نے درس قرآن دیا۔ جس میں رفقاء اور کالونی کے مقامی نمازیوں نے شرکت کی۔ بعد میں رات کے کھانے کے بعد محترم ملک احسان الٰہی صاحب نے لٹریچر کا مطالعہ کروایا۔ تجربہ ہوا کہ ایسی محافل واقعتاً ساتھیوں کے تزکیے اور ایمان کی آبیاری کے لئے بہت ضروری ہیں۔

صبح ساڑھے تین بجے ملک صاحب نے سب ساتھیوں کو جگایا۔ انفرادی نوافل کی ادائیگی کے بعد سورۃ القیامہ کی تجوید و قراءت کے ساتھ تلاوت کی اصلاح محترم شیخ سلیم صاحب نے کروائی۔ نماز فجر کے بعد ملک صاحب نے درس حدیث دیا۔ جس میں منافق کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا آج پاکستانی قوم میں وعدہ خلافی عام ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ سے کیا ہوا وعدہ یعنی پاکستان حاصل کرنے کے مقصد کی طرف آنے اور منافقت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس کے بعد شب بسری کا پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : محمد فاروق نذیر)

## دعائے مغفرت

حلقہ سرحد کے بزرگ رفیق مولانا حضرت گل استاد کی ۳۵ سالہ بڑی بیٹی قضائے الٰہی سے فوت ہو گئی ہیں۔ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کی استدعا ہے۔

## شادی مبارک

۱۶۔ اکتوبر بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد جامع القرآن میں حافظ عبداللہ محمود اور عبدالمنعم مہدی کی تقاریب نکاح منعقد ہوئیں۔ امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

☆ ☆ ☆ ☆

رفیق تنظیم اسلامی لاہور شرقی، انچارج کمپیوٹر سیکشن، قرآن اکیڈمی حافظ محبوب احمد خان، ۱۰/ اکتوبر ۹۹ء کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔ خطبہ نکاح، نائب امیر تنظیم اسلامی، حافظ عاکف سعید صاحب نے مسجد گل شاہ دید، فاروق کالونی والٹن میں پڑھایا۔

## مسیحی گھرانے کا قبول اسلام

شیخوپورہ سے تعلق رکھنے والے مسیحی گھرانے نے گزشتہ دنوں قرآن اکیڈمی، لاہور کی مسجد جامع القرآن میں ایک سالہ کورس کے طالب علم مقصود احمد کے ہاتھ پر کلمۂ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ یہ گھرانہ اسلام کی حقانیت سے متاثر تھا اور قبول اسلام کی خاطر لاہور آیا تھا۔ قبول اسلام کے بعد اپنے سابقہ نام تبدیل کرتے ہوئے خاندان کے سربراہ نے اپنا نیا نام غلام محمد، بیوی کا نام عائشہ، جبکہ بیٹے کا نام عبداللہ اور بیٹی کا نام آمنہ رکھ لیا۔ غلام محمد نے مزید بتایا کہ ان کے خاندان کے اور بھی لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ غلام محمد نے کہا کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کی حقانیت سے متاثر ہو کر اپنی مرضی سے برضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ (رپورٹ : عبدالمتین مجاہد)

چمن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

۹، ۱۰ اکتوبر لاہور میں منعقد ہونے والی پانچویں آل پاکستان سافٹ ویئر اینڈ ہارڈ ویئر نمائش میں مرکزی انجمن خدام القرآن کا سٹال

## باجوڑ ایجنسی کے تینوں اسروں کا مشترکہ اجتماع

حضرت نبی صاحب نے ۱۲ ستمبر کو اقراء چلڈرن اکیڈمی عنایت قلعہ میں اجتماع مقرر کیا۔ صبح ۸:۳۰ بجے پروگرام شروع ہو گیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب مولانا شمس الحق نے ادا کئے۔

پہلی نشست میں جناب فیض الرحمٰن نے سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ اقراء چلڈرن اکیڈمی کے پرنسپل صاحب نے استاد کی ذمہ داریاں بیان کیں۔

دوسری نشست میں جناب گل رحمٰن صاحب نے دین کا جامع تصور بیان کیا اور فرمایا کہ اسلام مذہب نہیں' بلکہ دین ہے جو مکمل نظامِ حیات ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہماری زندگی کے دو بڑے بڑے گوشے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی' ان دونوں کو جمع کرنے سے مکمل دین بنتا ہے۔

تیسری نشست میں جناب فیض الرحمٰن صاحب نے دینی فرائض کا جامع تصور بیان کیا۔

چوتھی نشست میں فیض الرحمٰن صاحب نے انقلابِ محمدیؐ کے تمہیدی مراحل پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر انقلاب کا ایک نظریہ ہوتا ہے' لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے توحید کا نظریہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا کہ اللہ ہمارا خالق' رازق' مالک اور حاکم ہے۔ جن لوگوں نے اس نظریہ کو قبول کیا آپؐ نے ان سے بیعت کے نظام پر ایک جماعت بنائی اور ساتھ ہی اس جماعت کی تربیت بھی کی۔ پانچویں نشست میں جناب گل رحمٰن نے انقلاب کے تکمیلی مراحل بیان کئے۔ آخر میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی۔ مولانا شمس الحق صاحب نے اختتامی دعا کرائی اور یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ : گل محمود)

## اسرہ دیر کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

تنظیم اسلامی اسرہ دیر کے زیر اہتمام ایک روزہ دعوتی پروگرام بلال مسجد' دیر میں منعقد ہوا۔ یہ پروگرام بروز ہفتہ بعد از نماز عصر شروع ہوا۔ جس میں مالاکنڈ ڈویژن کے ذیلی حلقہ کے ناظم غلام اللہ خان حقانی صاحب نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز مولانا موصوف نے عبادت رب کے موضوع پر خطاب سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عبد کا تصور جو اسلام سے پہلے رائج تھا وہ یہ تھا کہ عبد یا غلام کی سوچ و فکر' بلکہ کمائی تک اس کی اپنی نہیں تھی' وہ صرف اپنے آقا کے اشارے کا منتظر رہتا تھا۔ اسلام نے اسی تصور کے ساتھ اس لفظ کو لے کر انسان کی تخلیق کی غرض و غائت کے لئے استعمال کیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ "میں نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ صرف میری بندگی کریں"۔ پوری کی پوری زندگی میں بندگی کا نام عبادت ہے۔

بعد نماز عشاء مولانا موصوف نے سورۃ الرحمٰن کی چار ابتدائی آیات پر خطاب فرمایا کہ رحمٰن اللہ کی صفات میں سے سب سے اعلیٰ صفت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں کئی جگہ پر ارشاد فرمائی ہے۔ اس اعلیٰ صفت کے ساتھ قرآن کی تعلیم کا تذکرہ ہوا کہ رحمٰن وہ ذات ہے جس نے علوم میں سب سے اعلیٰ اور برتر علم قرآن کو نازل کیا ہے۔ تیسری آیت میں اللہ کی مخلوقات میں اعلیٰ ترین مخلوق انسان کی تخلیق کا ذکر ہے۔ چوتھی آیت میں اس انسان کی صلاحیتوں میں اعلیٰ و افضل ترین صلاحیت گویائی کا ذکر ہے۔ اس سے ہم بہ آسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ اس صلاحیت کا بہتر مصرف اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ صرف قرآن سیکھنا سکھانا ہے' جس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) "تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور دوسروں کو سکھائے"۔ ان تینوں نشستوں میں مجموعی طور پر ۷۵/ افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے دوسرے دن بعد از نماز فجر درس قرآن ہوا۔ صبح ۹ بجے کے بعد راقم اور مولانا نے ایک تبلیغی ساتھی سے مفصل ملاقات کی۔

۱۱ بجے دوپہر شہر کے مین بازار میں الہدیٰ کے نام سے ایک پبلک لائبریری کا افتتاح ہوا۔ اس موقع پر مولانا نے فرمایا کہ آج عالم کفر اسلام کے خلاف سرگرم عمل ہے جبکہ باطل نظام کے مقابلے کے لئے ہمیں ذہین نوجوان نسل کو قرآن کی تعلیم سے روشناس کرانا ہو گا۔ اس سلسلے میں تنظیم اسلامی نے باطل نظام کے خلاف الیکٹرانک میڈیا کو بھی دعوت کا ذریعہ بنایا ہے۔ امیر محترم کے لاکھوں کیسٹس عوام میں قرآن کی فکر کو اجاگر کرنے میں ممد و معاون ہو رہے ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ پر بھی دعوتی پروگرام شروع کیا جا چکا ہے۔ پروگرام کی آخری نشست بعد نماز ظہر منعقد ہوئی۔ مولانا نے منہج انقلاب نبویؐ پر خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر دین اسلام دوبارہ غالب ہو گا تو صرف اسی طریقہ پر جس طریقہ پر آنحضور ﷺ نے جزیرہ نمائے عرب میں انقلاب برپا کیا تھا۔ لہٰذا ہمیں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا ہو گا۔ الحمد للہ تنظیم اسلامی وہ واحد جماعت ہے جو اسی طریقہ کے مطابق ملک میں اسلامی انقلاب کے لئے کوشاں ہے۔ بعد میں مشاورت ہوئی اور آئندہ ماہ کے لئے پروگرام طے کئے گئے۔ دعا پر یہ دعوتی اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ : سعید اللہ خان)

## قارئین کرام توجہ فرمائیں!

زیر نظر شمارہ "ندائے خلافت" کی دو اشاعتوں کا قائم مقام ہے۔ تنظیم کے متوقع سالانہ اجتماع کے پیش نظر ہمارا ارادہ ایک خصوصی نمبر نکالنے کا تھا اور اسی سبب سے ہم نے ایک ہفتے کی اشاعت کا ناغہ کیا تھا لیکن اجتماع کے منسوخ اور مؤخر ہو جانے کے باعث اب خصوصی نمبر کو بھی مؤخر کیا جا رہا ہے۔ تاہم زیر نظر شمارہ بھی معمول سے زیادہ ضخامت کا حامل ہے اور اس طرح سابقہ شمارے کی کسی قدر تلافی کی کوشش کی گئی ہے۔ (ادارہ)

## تنظیم اسلامی پیرس کی دعوتی سرگرمیاں

ہر ماہ کے پہلے اتوار درس سے پہلے ایک گھنٹہ کے لئے تنظیم اسلامی پیرس کے رفقاء کا اجلاس ہوتا ہے جس میں پچھلے ماہ کی کارکردگی کا جائزہ اور اگلے ماہ کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ اس ماہ کے پہلے پروگرام میں ۴ سے ۵ بجے تک رفقاء کا اجلاس ہوا۔ ۵ بجے کتاب "ترجمہ قرآن" سے عربی کی کلاس ہوئی۔ اس کے بعد منتخب نصاب میں سورۂ آل عمران کا بذریعہ ویڈیو کیسٹ درس ہوا۔ دوران پروگرام نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔ درس قرآن کے بعد ساتھیوں سے مسنونہ دعائیں سنی گئیں۔ پروگرام میں ساتھیوں کی تعداد ۱۶ رہی۔

دوسرا پروگرام ۱۳/جون کو مسجد کرد میں شروع ہوا جس میں حسب معمول پہلے کتاب "ترجمہ قرآن" سے عربی کی کلاس ہوئی۔ پھر منتخب نصاب میں سورۂ آل عمران کا بذریعہ ویڈیو کیسٹ درس ہوا۔ نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔ جناب محمد طاہر قریشی صاحب نے گفتگو کی۔ پھر ساتھیوں سے سوکرائنے کی دعا سنی گئی۔ ساتھیوں کی تعداد پندرہ رہی۔

تیسرا پروگرام ۲۰ جون کو پانچ بجے شروع ہوا۔ عربی کی کلاس کے بعد امیر محترم کا حقیقت ایمان پر مبنی لیکچر کا کچھ حصہ بذریعہ ویڈیو کیسٹ لوگوں کو دکھایا گیا۔ بعد میں امیر تنظیم اسلامی پیرس محمد اشرف صاحب نے ساتھیوں کو علم حاصل کرنے کی تاکید کی۔ انہوں نے کہا کہ علم تین طریقوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ (۱) حواس خمسہ (۲) عقل (۳) علم وحی یعنی قرآن سے۔ ساتھیوں کی تعداد ۱۷ رہی۔

چوتھا اور اس ماہ کا آخری پروگرام ۲۷ جون کو مسجد کرد میں شروع ہوا جس میں کتاب "ترجمہ قرآن" سے عربی کی کلاس ہوئی۔ بعد میں امیر محترم کا حقیقت ایمان پر مبنی پروگرام کا اگلا حصہ بذریعہ ویڈیو کیسٹ دکھایا گیا۔ نماز عصر باجماعت ادا کی گئی۔ بعد میں امیر تنظیم اسلامی پیرس جناب محمد اشرف نے عید میلاد النبیؐ کا دین میں تصور کے موضوع پر گفتگو کی۔ ساتھیوں سے منتخب نصاب سنا گیا۔ تعداد ۱۵ رہی۔ (رپورٹ : محمد فاروق علی)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 5' شمارہ 40
سالانہ زرتعاون -/175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501

مجلس ادارت:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

# جنرل پرویز مشرف کے نام' امیر تنظیم اسلامی کا پیغام

**محترم جنرل پرویز مشرف صاحب ـــــ چیف ایگزیکٹو' جمہوریہ اسلامیہ پاکستان'**

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

دیگر مثبت یا منفی پہلوؤں سے قطع نظر' **افواج پاکستان کے 12/ اکتوبر کے اقدام** کا یہ پہلو بہت تابناک ہے کہ انہوں نے **امریکی دھمکی** کو نظرانداز کر کے پاکستان کے اس **قومی وقار اور مورال** کو از سر نو بحال کر دیا ہے' جو سانحۂ کارگل کے نتیجے میں واقعتاً پاتال میں جا گرا تھا! اور آئندہ بھی امید ہے کہ آپ کی قیادت میں افواج پاکستان کسی بھی بیرونی دباؤ' بالخصوص یہودیوں کی آلۂ کار حکومتوں اور اداروں کے پریشر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر بھروسہ کرتے ہوئے ملک و ملت کے بہترین مفادات کی تکمیل کے لئے کوشاں رہیں گی۔

جناب چیف ایگزیکٹو! ـــــ آپ کا سات نکاتی ایجنڈا حرف بحرف درست ہے لیکن اس حقیقت کو ہرگز نظرانداز نہ کریں کہ ہماری زبوں حالی کا **اصل سبب** اللہ کے ساتھ کئے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی ہے۔ 45 تا 47ء برعظیم پاک و ہند کے طول و عرض میں بسنے والے مسلمانوں نے اللہ سے گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کی تھیں کہ اے اللہ! ہمیں انگریز اور ہندو کی غلامی سے نجات دے تاکہ ہم تیرے دین کا بول بالا کر سکیں ـــــ چنانچہ مصور و مفکر پاکستان علامہ اقبال نے بھی فرمایا تھا کہ "ہمیں ایک موقع مل جائے گا کہ اسلام کی تعلیمات پر جو پردے عرب امپیریلزم کے دور میں پڑ گئے تھے انہیں ہٹا کر اصل اسلام (گویا خلافت راشدہ کے نظام) کا ایک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں!" اور مؤسس پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھی فرمایا تھا کہ ہمیں پاکستان اس لئے چاہئے کہ عہد حاضر میں اسلام کے اصول حریت و اخوت و مساوات کا ایک عملی نمونہ پیش کر سکیں!" ـــــ لیکن پاکستان کی 52 سالہ تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے اس عہد کی خلاف ورزی کی۔ نتیجتاً اللہ کے عذاب کا ایک کوڑا تو ہم پر سقوط مشرقی پاکستان کی صورت میں پڑا ـــــ اور اس وعدہ خلافی کی دوسری سزا سورۂ توبہ کی آیات 75 تا 77 کے مطابق یہ ملی کہ ہم پر قومی اعتبار سے نفاق کا مرض مسلط کر دیا گیا ـــــ جس کا ایک مظہر تو "نفاق باہمی" ہے یعنی قوم صوبائی' نسلی' لسانی اور فرقہ وارانہ عصبیتوں کا شکار ہو گئی ہے' ـــــ اور دوسرا مظہر وہ "نفاق عملی" ہے جس نے حدیث نبویؐ کے مطابق جھوٹ' وعدہ خلافی' خیانت اور غبن کی مہلک اخلاقی بیماریوں کی وبائی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور حکمت کا تقاضا ہے کہ ہم صرف ان علامتوں (symptoms) ہی سے نہ نبٹتے رہیں بلکہ اصل مرض کا ازالہ کریں اور اپنی بھولی ہوئی منزل کی جانب رجوع کریں!

چنانچہ ـــــ **اسلام کے عدل اجتماعی** کے نفاذ کے لئے لازمی ہے کہ (1) جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کا خاتمہ اور (2) کم از کم اندرون ملک فوراً سود اور جوئے کا استیصال کر دیا جائے۔

اور ـــــ **قوانین شریعت** کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ (1) وفاقی شرعی عدالت کے حدود کار پر عائد جملہ تحدیدات فی الفور ختم کر دی جائیں اور (2) اس کے جج صاحبان کی تعداد بھی بڑھائی جائے اور ان کا رتبہ بھی عدالت ہائے عالیہ کے ججوں کے مساوی کیا جائے!

نیز (1) مسئلہ کشمیر کے حل کے ضمن میں تمام انحصار بھارت کے ساتھ براہ راست بات چیت پر کیا جائے اور امریکہ یا یو این او کی جانب سے نگاہیں ہٹالی جائیں ـــــ (2) افغانستان کی طالبان حکومت کے ساتھ مکمل یکجہتی کا مظاہرہ کیا جائے اور اس کے خلاف کسی شیطانی سازش کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے! (3) اپنی ساری اقتصادی تگ و دو عالمی مالیاتی اداروں کی قسطیں ادا کرنے کی فکر ہی کے گرد نہ مرکوز کر دی جائے ـــــ بلکہ مطالبہ کیا جائے کہ ہمارے قومی قرضوں کی ادائیگی کی دوسری صورتوں مثلاً "Debt Equity Swap" کو اختیار کیا جائے ـــــ بصورت دیگر DEFAULTER ہونے سے بھی گریز نہ کیا جائے! (4) CTBT پر کسی صورت دستخط نہ کئے جائیں۔

مزید برآں' یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ عنقریب دنیا میں یہ ہولناک صورت پیدا ہونے والی ہے کہ پوری مغربی دنیا اسرائیل کی حفاظت کے لئے ملت اسلامیہ کے قلب یعنی عالم عرب پر ٹوٹ پڑے گی۔ (جس کا ریہرسل خلیج کی جنگ میں ہو چکا ہے) ـــــ اور اس مرحلے پر احادیث نبویہؐ کی رو سے پاکستان اور افغانستان ہی عالم اسلام کا دفاع کریں گے۔ (چنانچہ یہی ہمارے "ایٹمی قوت" بنائے جانے کا اصل مقصد ہے!) کیا عجب کہ مشیت ایزدی اور تقدیر خداوندی نے اس مرحلے کی تیاری ہی کے لئے افواج پاکستان کو منظر عام پر لانے کا اہتمام کیا ہو۔ فقط! والسلام مع الاکرام!!

خاکسار **(ڈاکٹر) اسرار احمد**
امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان